رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

چو گویم بانو گرائی بہار قادیان مبنی | دوا مبنی شفا مبنی غرض دار الامان مبنی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۹ قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۷ رجب ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

چند استفسار بر خط مولوی محمد حسین صاحب

از طرف سید محمد احسن صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً

حبی القدیم مولوی محمد حسین صاحب ۔ آپ کا محبت نامہ جو نہایت درجہ ایسا مشکوک اور محکوک اور غلط در غلط تھا جسکی نسبت خود آپ نے تحریر فرمایا ہے ۔ کہ "اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو درج اخبار کر دہ واپس کریں تا کہ میں نقل کرا کے واپس کر دوں" الخ موصول ہوا ۔ خاکسار کو بڑا تعجب ہوا کہ مولوی صاحب نے ایسا غلط در غلط رسالہ ہی کیوں فرمایا ۔ جسکو واپس بھی طلب فرماتے ہیں اور تعجب پر تعجب یہ ہوا کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ محض نسیہ ہی نقد نہیں کیونکہ ۱۲ جلد ۱۲ اشاعۃ کا جس جابجا حوالہ دیا گیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا ۔ گہر گہوٹا نخاس ہول ۔ اور اسلئے بہت ہی حیرانی ہوئی کہ مولوی صاحب نے خاکسار کے سوالات کا جواب بیا او ہن من بیت العنکبوت کیوں عنایت فرمایا جسمیں جواب نسیہ ہی نسیہ ہے اور نقد کچھ بھی نہیں بہر حال خاکسار نے آپکے خط کو بخوبی پڑھ لیا ۔ خواہ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہی مشکوک یا محکوک تھا ۔ ؏ بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش ۔ من انداز قدت را می شناسم ۔ مگر میں ابھی اُس کا جواب لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جبتک حوالجات نسیہ نقد و صول ہو جاویں اور نہ اس خط کا طبع کرانا مناسب ہے کیونکہ مبادا آپ خود ہی شکایت نہ کریں کہ میرا ایسا خط مشکوک کیوں طبع کرایا ہاں بالفعل واسطے استفسار و تعین چند امور مجملہ تنازعہ فیہا مندرجہ خط کے آپسے استفسار کر کے جناب کو تکلیف دیجاتی ہے تا کہ آیندہ غلط بحث نہ ہو جاوے اور امور تنقیح طلب منقح ہو جاویں ۔ استفسار اول ۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اخبار وطن میں جسکی اصل عبارت ۱۲ جلد ۱۲ میں آیندہ آپ شائع فرماوینگے ۔ ایمان و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے لئے شرط نجات قرار دیا ہے ۔ جسکو دعوت اسلام پہونچ چکی ہو گر مولوی صاحب نص قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی وقت بعد نزول قرآنی کے ایسا آنیوالا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی دعوت عامہ کل زمین کے لوگوں کو پہونچ جاوے گی ۔ قال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۔ الذی لہ ملک السموات والارض ۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔ وغیرہ وغیرہ بعہذا اب اس زمانہ میں جو مصداق ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کا ۔ ڈاکٹر صاحب اور وطن اور جناب کو کونسی ایسی ضرورت واقع ہوئی ہے جو برائے متکلمین کیطرح یہ تقسیم حال کے زمانہ کے لئے کی جاتی ہے کہ جن کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ان کے لئے تو ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کو ہے اور جن کو نہیں پہونچی ان کے لئے شرط نجات کی نہیں اور یہ تقسیم بھی اسوقت کیگئی جب ہر طرف سے دار و گیر ہونے لگا ۔ پہر اس تقسیم کے لئے اولاً تینوں صاحبوں پر ضروری ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایسی بستی کا وجود دکھلاویں جسمیں دین اسلام بذریعہ کسی مسلمان کی موجودگی کے پہونچ چکا ہو ورنہ خاکسار تو اس مصرعہ کے پڑھنے کے لئے مجبور ہے کہ ؏ خوئے بد را بہانہ بسیار ۔ استفسار دوم ۔ دعوت اسلام پہونچ جانے کی حد مقرر فرمائی جاوے کہ کیا ہے کیا آپ صاحبوں کے نزدیک جن لوگوں نے ترجمہ قرآن مجید کا نہیں پڑھا یا کسی وعظ اسلام کی مجلس میں نہیں بیٹھے وے سب لوگ مصداق ہیں اس کے کہ انکو دعوت اسلام نہیں پہونچی اور ان کے لئے آپ کے نزدیک ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کی نہیں ۔ پس در جواب استفسار ہذا دعوت اسلام کے پہونچنے کی تحدید فرما دیجاوے کہ اس کی حد کیا ہے ۔ استفسار سوم ۔ علم مناظرہ میں جواب الزامی دینا اور مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا آپ کے نزدیک اداب علم مناظرہ سے ہے یا نہیں ۔ بشق ثانی آپ کسی کتاب علم مناظرہ کے حوالہ سے ثابت فرما دیں کہ مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا خارج از آداب علم مناظرہ ہے ۔ مگر اندرینصورت آپ کو اکثر مناظرات مندرجہ قرآن مجید سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا ۔ بلکہ بہت ایسی آیات بینات کی تکذیب کا الزام آپ پر عائد ہوگا ۔ جسطرح آپ حضرت مرزا صاحب کے جوابہا بموجب مسلمات خصم کو نامی کی تکذیب کر رہے ہیں ۔ ونعوذ باللہ منہ اور بشق اول حضرت عیسیٰ یا کسی نبی کی توہین نعوذ باللہ کس مردود یا کافر نے کی ہے ۔ کلا و حاشا ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ بلکہ مسلمات خصم جوابہائے الزامی

دندان شکن ہو جیسا کہ داب علم مناظرہ کے دیئے گئے ہیں اور پھر صاف ظاہر ہے کہ ان اشتہاروں میں اس امر کی تصریح بصراحت کھول کھول کر بلکہ باعلان ہی کر دی گئی ہے۔ پھر باوجود اس کے آپ جیسے مدعی حقیقت و حق گوئی کا ایسا الزام کسی پر قائم کرنا جس سے یا تو تکذیب صد ہا آیات قرآنی کی لازم آتی ہو یا نصف علم مناظرہ کو ضائع کر دینا واقع ہوتا ہو۔ آپ ہی جیسے اہل فضل و علم کا کام ہے۔ ؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ افسوس کہ آپ کی ایسی ہی تحریروں نے سرحدی لوگوں اور ہز ہائینس امیر کابل کو قتل نفوس زکیہ پر آمادہ کیا ہے کیونکہ جس مسئلہ کو وہاں کے عوام اور جہلاء مسلمانوں نے مطابق اپنے خیال کے نہیں پایا اس کا قائل آپ کے اور ان کے نزدیک واجب القتل ہو گیا حالانکہ وہ مسئلہ کتاب و سنت صحیحہ کا لب لباب ہے۔ جیسا کہ ما نحن فیہ میں محض خلاف فہم خلاف الزام تو ہین ختم نبوت کا اپنے خیال میں لگا کر قتل نفوس زکیہ کا فتویٰ آپ نے لگا دیا۔ آپ فرمایئے کہ نقض امن عامہ خلائق کا آپ کی طرف سے واقع ہوا یا کسی اور کی طرف سے۔ بینوا توجروا۔ ہز ہائینس امیر تو آپ کے نزدیک شاید کسی قدر اس جرم قتل سے دنیا میں بری بھی ہو جائے تو ہو جاوے مگر آپ یا اس اعتراض سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو آپ لوگوں کے فتویٰ کا تابع ہے نہ متبوع۔ پس اسی لئے مترجم انگریزی نے آپ کے منشار کے بموجب صرف دعویٰ نبوت کو ہی داخل سبب قتل کر دیا۔ پھر آپ خواہ مخواہ اس کی شکایت کیوں فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ منشا نہیں ہے تو ضرور ہے کہ بہت جلد اس غلطی کا ازالہ سول ملٹری سے بہت جلد کرایا جاوے کیونکہ مسئلہ قتل مومن کا فتویٰ نہایت نازک ہے۔ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاءه جھنم خالدا فیھا۔ الایۃ

استفسار چہارم۔ آپ کا مضمون کفر و کافر مندرجہ جلد چہارم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ اور نیز رسالہ ریویو پہلو حصہ مندرجہ جلد ہفتم اشاعۃ ۱۸۸۴ء۔ اگر ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کو کفر و وجوب قتل سے بچاتا ہے اور بموجب آپ کے اقرار کے حضرت مرزا صاحب کو بھی سابق میں اسی مضمون نے بچایا تھا مگر اب یہ استفسار ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے تو سالہا سال ہو گئے کہ صد ہا اشتہارات بیہا اور نیز بدر کے اول ہی سر لوح پر ہر ایک ہفتہ میں بہ تفصیل دس شرائط بیعت اور بہ تفصیل اشتہار اپنے مذہب کا اعلان کہ جس سے تمام دنیا میں نظم و نثر میں اشتہار دیا جاتا ہے اور نظم کا اول شعر یہ ہے۔ ؎ ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفےٰ ما را امام و پیشوا۔ اور آخری شعر اُن ۱۶ اشعار کا یہ ہے کہ ؎ یکقدم دوری ازاں عالیجناب۔ نزد ما کفر ست و خسران و تباب۔ اور پھر ہر ایک اس کے شعر ہیں ہماری کتاب و سنت کو ہی اپنا مذہب کا مرکز اور دار و مدار نجات کا قرار دیا گیا ہے اور ہمارا ہر ایک رسالہ اور کتاب میں بھی بدلائل قاہرہ اس امر کو ثابت کیا گیا ہے جس کا جواب مخالف ابھی تک نہیں دے سکا ہے۔ معہذا اس کی کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب باوجود مذکر کرانے ہیں رسول رحمۃ للعالمین و عیسیٰ نبی اللہ وغیرہ وغیرہ تراجم سے رہی بیان اور ہی تک بوجہ تیسا اقرار کے کوئی تاویل ہی انہوں نے اس کی نہیں کی وہ تو آپ کے نزدیک سچے مسلمان ہو گئے اور حضرت مرزا صاحب باوجود اعلان کرنے مراد است بیچہ اور بیان مذکورہ بالا کے مرتد واجب القتل ہو گئے۔ اگرچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کے لئے ہی بطور نسبتی واجب القتل ہونے کا فتویٰ عطا فرما دیا ہے مگر استفسار تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ عند آیندہ کو کریں گے وہ تو آپ کے نزدیک مقبول ہو جائیگا اور حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو دلایل قاہرہ کتاب و سنت کر اور نشانہائے آسمانی اور وجوہ موجہ عقلی و نقلی حقیت اپنی دعاوی کی نسبت پیش کرنے کے اور باوجود اشتہار و اعلانات اس قسم کے مضامین کے ؎ آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست۔ بادہ عرفان ما از جام اوست۔ آں رسولے کش محمد ہست نام۔ دامن پاکش بدست ما مدام۔ مہر او با شیر شد اندر بدن۔ جان شد و با جان بدر خواہد شدن۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام۔ ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست۔ زو شدہ سیراب ہر آبے کہ ہست۔ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم ہستم و ز خدا وند منذرم۔ وغیرہ وغیرہ کے مرتد اور واجب القتل ہیں۔ و نعم ما قیل ؎ چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار۔ کے شناسد ظالم از مظلوم زار ؎ چوں قلم در دست غدارے فتاد۔ لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

استفسار پنجم۔ آپ فرماتے ہیں کہ چراغ الدین جمونی کی طرح اگر ڈاکٹر صاحب مرتد ہو جاویں تو یہ سب آپ ہی کی فیض تقلید سے ہے یعنی مطلب یہ کہ مرزا صاحب ان دعاوی کے بانی ہوتے اور نہ یہ لوگ مرتد ہو جاتے۔ یہاں پر صرف یہ استفسار ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ وغیرہ جو مدعی نبوت ہو کر ہلاک و تباہ ہو گئے اور آنحضرت صلعم کے دعاوی کی حقیقت و حقانیت دنیا میں ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو ان سب مرتدین کو دعاوی جو بعد دعویٰ نبوۃ خاتم النبیین کے واقع ہوئی ہیں کس کی فیض تقلید سے تھی اگر حضرت صلعم کی فیض تقلید کی تھی تو یہ تقلید تو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایۃ کے مصداق تھے وہ بیچارے ہلاک اور تباہ کیوں ہوئے جبکہ نبی کریم کی یوماً فیوماً ترقی ثابت ہوئی ہے اسیطرح جیسا ان کی ترقی ہوتی اور اگر اس ارتداد کا سبب کچھ اور تھا یعنی وساوس شیطانی بسبب حسد و بغض و حرص و تحصیل جاہ وغیرہ کے۔ تو پھر یہاں بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیجئے کیونکہ یہاں پر بھی ویسا ہی حال شبر بشبر واقع ہوا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ دیکھو کتاب حقیقۃ الوحی کو۔

استفسار ششم۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے سابق میں کسی اپنی تحریر یا تقریر زبانی میں بتصریح اس عقیدہ پر اپنے اکا ثبات ظاہر نہیں فرمایا کہ حضرت مسیح بن مریم اور ان کے رفیق امام مہدی علیہما الصلوٰۃ والسلام اگر تلوار چلاویں گے مگر آپ نے تو اشاعۃ میں اس کا رد بھی نہیں فرمایا اور چونکہ آپ ایڈوکیٹ یا وکیل ان علماء اور نیز ان عوام کے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ یہ عقیدہ رکھتے تھے یا اب رکھتے ہیں اور انہیں علماء اور عوام کی ہوا پر آپ نے فتویٰ کفر پر ثبت کرائی تھیں تو اس وکالت سے بھی یہی مفہوم ہوتا رہا کہ آپ کا بھی عقیدہ یہ تھا ہے مگر اب تو راز کھل گیا اور آپ نے ہمارا اصل الاصول کا مذہب اختیار فرما لیا گویہ تامل بسیار ہی ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از تامل بسیار۔ پس چونکہ آپ اس عقیدہ مہدی خونی سے انکار ہی فرماتے ہیں تو اب ہم کو آپ سے اس بارہ میں بحث کرنا بھی ضروری نہیں ہے مگر یہ استفسار ہفتم ضروری ہے کہ آپ اور نیز ڈاکٹر صاحب بھی ضرور بالضرور واضح طور پر اپنا عقیدہ حضرت مسیح بن مریم موعود کی نسبت اور خوب واضح طور پر تحریر کر دیویں کہ آیا آپ کے نزدیک مسیح بن مریم اسرائیلی اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر بقید حیات اب تک زندہ موجود ہیں اور اسی جسم عنصری سے کسی زمانہ آخری میں نزول فرما کر اسلام کی اشاعت اور تائید فرماویں گے اور آیا ابھی تک ان کے جسم اور جسمانی حالت میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں آیا اور الان کما کان کے مصداق ہیں یا کیا جو کچھ آپ کا اور نیز ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ اس بارہ میں ہو اس کو واضح طور پر تحریر فرما دیویں تاکہ آیندہ گفتگو میں غلط بحث واقع نہ ہو اور طوالت موجب ملالت ناظرین نہ ہو جاوے حضرت امام مہدی کی نسبت تو آپ نے ظاہر کر ہی دیا ہے کہ وہ اگر جہاد کریں گے بلکہ نشانہائے آسمانی سے دین اسلام کی تائید کریں گے۔ فنعم الوفاق۔ اور آپ جو ہم سے اس بارہ میں حدیث صحیح بشرائط مندرجہ خط تحریر فرماتے ہیں وہ تو محض عکس القضیہ ہے جس کے لئے ایک کتاب حقیقۃ المہدی کا کیا ذکر ہے ۲۵ یا ۲۶ سال سے صد ہا اشتہار اور رسائل و کتب ہماری طرف سے تمام دنیا میں اسی مسئلہ کی تحقیقات میں شائع ہو چکی ہیں ہم تو خیال آپ کا سابق میں ہو گا یا آپ کے ان لوگوں کا خیال جو ولیضعن الجزیۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ لا یقبل الا الاسلام او القتل ھکذا قالہ الخطابی مراج وھاج۔ مصنفہ حضرت نواب صاحب جو آپ کے نزدیک مجدد بھی ہیں چونکہ اس زمانہ امن کی سایہ گورنمنٹ عالیہ دام اقبالہا میں ایسا اعتقاد باطل خلاف تعلیم الاسلام اور ضد آیات قرآنی کا نہایت پر اعتقاد و مذہب اسلام میں داخل ہو چلا تھا دیکھو اس قسم کی روایات غلط اکثر کتب میں مندرج ہوئیں مثلاً یہ روایت ابوہریرہؓ کی کہ سمعت رسول اللہ صلعم وذکر الھند لکم جیش یفتح اللہ علیھم حتی یاتوا بملوکھم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبھم فیصرفون حین ینصرفوا فیجدون ابن مریم بالشام اخرجہ نعیم بن حماد۔ و ایں حدیث است درآنکہ مراد غزوہ ہند در زمان مہدی جیسے علیہ السلام است الی قولہ پس شبہ نیست کہ مراد ازاں غزوہ آخرین ہند است کہ در آں ملوک را گرفتار کردہ بیارند و اینچنیں غزوہ تا حال نشان نداد پس متعین شد کہ وقوع آں در آخر زمان خواہد شد واللہ اعلم۔ پھر اس کے آگے یہ روایت بھی موجود ہے بسام از منصور در روایت کردہ کہ فرمودہ رسول خدا صلعم برپا شود قیامت تا نشوند روم بیشتر از ہمہ کس جراد بروم و ہمچنیں انبا شند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر روئے زمین گردند مصداق ایں خبر از مدت یکصد سال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود است و در رسالہ حشریہ نوشتہ چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصاریٰ غلبہ کنند و بر ملکہا بسیار متصرف شوند انتہیٰ حجج الکرامۃ ص ۳۴۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ یہ روایت کس قدر موحش اور موجب نقض امن عامہ خلائق کی تھی جس کی رو سے آج کل فرزندان علمائے مخالفین ہمارے ابتک اس کے منتظر اور معتقد ہیں اور ایسی مہدی کے لئے وہ روایت جو اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۶ میں لکھی ہوئی ہے یعنی تمام روئے زمین قبضہ اقتدار مہدی علیہ السلام آمدہ اسلام قرار گیرد و گردن انداز و جمیع ملوک ارض حلقہ اطاعتش گشتند و لشکرے بر ہندوستان فرستند

قابل توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

وکیل رقمطراز ہے کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال و اسباب بذریعہ گڈس ٹرین کہیں روانہ کرنا ہو تو انہیں بک کراتے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے اُن کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اول تو ان کا یہ کام مقررہ معاوضہ پر دلالوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو روز روز کا کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بیچارے کی شامت ہی آ جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو اسے یہ امر پیش آتا ہے کہ جس لائن پر اس کا مال جاتا ہے اُس کا بکنگ آفس کونسا ہے اور کونسے کانٹے پر مال وزن کرنے کو رکھنا چاہئے۔ یہ غریب ادھر سے ادھر اور اُدھر سے ادھر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے۔ شرح محصول بتانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چیک کرنیوالے۔ اگر پیٹ بھرا ہو تو محصول لینے والے۔ غرض قریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فراخدلی و تمکنت کو کام فرماتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض تو موقعہ پر کھلم کھلا نذرانہ کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر نہ دیا جائے تو جان جان کے کام میں ڈھیل ڈالتے اور دیر کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے سے تنخواہیں نہیں ملتی جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں۔ یا پبلک وہی محصول ادا نہیں کرتی جو ریلوے کا حق ہے اگر انہیں اپنا حق الخدمت ملتا ہے اور لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر اس سے روانگی مال کا کام لیتے ہیں تو پھر اس اندھیر کھاتہ کی کیا وجہ ہے۔ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان کمپنی کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکھیں اور غریب پبلک سے رشوت کھانے یا اُسے دق کرنیوالوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ اس قماش کے بد دیانت اور ناانصاف ملازم بیزبان پبلک ہی کے حق میں بُرے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی مخدوم ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے یعنی جب وہ ناجائز جلب منفعت کو روا ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کو فائدہ یا نقصان ہو۔ اُن کو ہر حال میں اپنا اُلو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی نذرانہ نہ ملنے کے باعث اپنے معمولی فرائض تک کی انجام دہی تک نخرے کرتے ہیں۔ تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کرنے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت سے وہی چلتے پرزے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بد دیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ چلو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں اس سے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی ورنہ سیدھے سادھے بھلے مانس اور ایماندار لوگ تو نہ دوسروں کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ اور نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکھتے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتی الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں اسی طرح گڈس ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اور بغیر اس کے کہ ہمیں مختلف مقامی شکایات پے در پے وارا اور بقید تاریخ روشنی ڈالنی پڑے۔ گڈس ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بد دیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہہ و ہدایت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

کیا یہ امر واقعی ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس امرتسر میں تقسیم کام کا گوارہ ٹرلی (سہ ماہی وار نقشہ) ایک حد تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی۔ ایم جی بہادر ڈاکخانجات پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جاری ہی اور بسہولت پتہ لگ جائے گا کہ گو سہ ماہی جدولوں میں حسب معمول مختلف مہینوں کیلئے ڈاک۔ بیمہ پارسل۔ رجسٹری۔ سیونگ بنک۔ اور ڈیلیوری وغیرہ وغیرہ کی کلرک انچارج اولتے بدلتے دکھائے جاتے ہوں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ کام کی وقت و سہولت کے لحاظ سے یا اختیار ذاتی ان شعبوں کے بعض سپرنٹنڈنٹ کلرک مدت سے ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جب یہ شکایت صحیح ہو جائے تو خواہ مخواہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا ان موقعہ شناس منظور نظر کلرکوں کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر برانچوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں۔ اور اپنی باری میں نسبتہ شاقہ محنت کی بھی ڈیوٹی بھگتا ئیں اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی وہ بھی آسان ڈیوٹی پر بھی لگائے جایا کریں۔ اور سب کی واقفیت و تجربہ کے بالکل یکساں ہو۔ ہمیں یہ حالت موجود ہے ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب ایسے ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرائض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری باقاعدگی و عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہیں ہمیں اس بارہ میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں انہیں ابھی اس خیال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے امید ہے کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر اور نیز پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائیں گے۔ (وکیل)

کابل میں ہیضہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریاست کابل میں ایک عام موت کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کس رنگ میں اور کس صورت میں پوری ہوگی مگر جو تازہ خبریں کابل سے آئی ہیں وہ بڑی سخت تشویشناک ہیضہ کے پھیل جانے کی مظہر ہیں۔ ان خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہاں ہیضہ کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں خصوصاً اس ماہ میں بعض مقامات کا تو ایسا صفایا ہو گیا کہ بمشکل پورے گاؤں میں ایک مکان بھی ایسا دکھائی دے گا جس میں کوئی موت نہ ہوئی ہو۔ گو دولت افغانستان میں ڈاکٹری علاج (اب) معقول ہوتا جاتا ہے جابجا ہسپتال بن رہے ہیں پھر بھی بہت دور دراز کے مقام ایسے بھی ہیں جہاں حفظ صحت کا پورا انتظام نہیں۔ اندریں حالت کہ جاہل افغان انگریزی ادویہ کا استعمال مذہباً ممنوع سمجھتے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور اس تشویش کو دور کرے۔ (اصل اور)

سچی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب بلاوجہ نہیں آیا کرتے ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پر غور کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت اور سچی تبدیلی ہی عذاب الٰہی کو ٹال سکتی ہے اگر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہی وقت ہے جو ان الفاظ میں کی گئی ہے

ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے

تو یہ بہت خطرہ کا مقام ہے۔

مرتد ڈاکٹر یا مسیح کاذب

(نمبر ۱)

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے تازہ الہامات الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کئے جا چکے ہیں ان الہامات کی بنا پر ڈاکٹر موصوف نے کھلے الفاظ میں مسیح اور مرسل۔ رحمۃ للعالمین ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں؟ اس نوٹ کا نکلنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرزا پاشناختہ دیوانہ دار پیسہ اخبار میں اس کی تردید کے لئے دوڑے چنانچہ ۱۳ اگست ۱۹۱۰ء کے روزانہ میں ایک مضمون بہ عنوان

مرزائیوں کا ایک نیا جھوٹ اور نئی چالاکی

شائع کرا دیا۔ اور وہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی کیا ہے؟ یہ کہ دعویٰ رسالت کا مدعی عبدالحکیم خاں کو قرار دیا اور کہا کہ اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے

اس امر کا فیصلہ تو اب سعید اور پبلک خود کرلیگی کہ یہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی یا تو مرتد ڈاکٹر کی ہے یا اس کے قرین بئس القرین کی جس نے اس کو یہ الہام کیا

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

جو شخص پبلک میں یہ الہام پیش کرتا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ پبلک اس کی بنا پر اسے مسیح سمجھے ہاں اگر اس نے اس الہام کے پیش کرنے میں جھوٹ بولا ہے تو بیشک

وہ جھوٹا مسیح اور مسخرا دجال ہے

جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتا اور من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا کا مصداق ہے۔ جس حال میں وہ کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا مسیح اور مرسل کہتا ہے پھر اسمیں ہم نے یا دوسرے احمدیوں نے کیا جھوٹ بولا اور کیا چالاکی کی جو اس نے یہ افترا ہم پر کیا اس جھوٹ کی لعنت کا مستحق اگر کوئی ہے تو وہی

مسیح کاذب ہے

جو پہلے ایک الہام پیش کرتا ہے اور جب اس پر اعتراض ہوتا ہے تو اس پر دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اسی برتے پر تتا پانی

۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء کا وہ خط (جس کی بنا پر ہم نے نتائج کیا تھا) پیسہ اخبار میں بھی چھپا ہے اور اس میں

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
(۲) انک لمن المرسلین
(۳) انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم
(۴) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں
(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الایۃ

یہ الہامات چھاپے گئے ہیں۔ کیا ان الہامات کو پڑھکر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ مرتد ڈاکٹر کھلے الفاظ میں مرسل اور مسیح ۔ بشیر و نذیر ۔ رحمۃ للعالمین ہونے کا مدعی ہے۔

ان الہامات کی تصریح کے لئے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کسی پہلے خط کے ایک نوٹ کا حوالہ دیتا ہے (کہ اسمیں میں نے لکھا تھا کہ جیسا مسلمان اپنی اولاد کا نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھدیا کرتے ہیں نہ کہ میں مسیح یا امام ہوں)

مرتد ڈاکٹر کی دانشمندی اور ایمانداری کو اس موقعہ پر دیکھنا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا نام خدا نے اگر مسیح رکھا ہے تو اسی طرز پر رکھا ہے جسطرح پر ماں باپ اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر رکھدیتے ہیں۔ بہت خوب!

مگر ڈاکٹر صاحب! کاش اس نوٹ کے دیتے وقت آپ اگر خدا ترسی سے نہیں تو عقل ہی سے کام لیتے کیا ہم لوگ جو اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں تو یونہی انہیں بے حقیقت سمجھکر رکھدیتے ہیں یا اسمیں کوئی غرض اور مقصد بھی ہوتا ہے؟ صاف طور پر ماننا پڑیگا کہ ماں باپ تیمن اور برکت کے لئے وہ نام رکھتے ہیں اور انکی غرض اور منشا یہ ہوتا ہے کہ انمیں بھی وہ صفات اور حسنات پیدا ہوں یہ منشاء انکی ہرگز نہیں ہوتی کہ نام تو موسے رکھا جاوے اور اسمیں شمائل فرعونیت پیدا ہوں یا نام تو عیسے رکھا جاوے مگر وہ پورا دجال ہو۔ لیکن چونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہوتے اس لئے بسا اوقات وہ نام اسم بامسمی نہیں ہوتے ایک کا نام خالد رکھا جاتا ہے مگر وہ شام سے بھی پہلے ہی مرجاتا ہے ایک کا نام عبدالحکیم رکھا جاتا ہے مگر وہ نراکودن اور شیطان رجیم ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے وہ جب اپنے بندے کو کسی نام سے پکارتا ہے تو وہ اسم بامسمے ہوتا ہے اس کے اندر اس نام کے شمائل اور صفات موجود ہوتے ہیں جب وہ کسی کو کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فی الحقیقت وہ محمد ہی ہوتا ہے اس کا کوئی قول اور فعل حرکت وادا ایسی نہیں ہوتی کہ اسپر حرف آسکے جب وہ کسی کو مسیح یا عیسے کہکر پکارتا ہے تو مسیحی شمائل اور عیسوی خصائل سے متصف ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی کو کہے کہ تو مسیح ہے مگر وہ

دجال ہو

اگر آپ کا نام خدا تعالےٰ نے اس نوعیت سے رکھا ہے تو پھر مرتد ڈاکٹر کے

کانے دجال

ہونے میں شبہ نہیں لیکن عالم الغیب خدا نے مسیح کرکے پکارا ہے تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو خدا کو آپ ایسا مانتے ہیں کہ اسے بھی آپ کے والد ماجد کی طرح کوئی خبر نہیں اور یا آپ کا یہ عذر

عذر لنگ اور نرا جھوٹ ہے

علاوہ بریں قابل غور یہ امر ہے کہ اگر ان الہامات کے اندر کوئی حقیقت نہیں یہ صرف الفاظ پرستی ہی ہے تو پھر یہ آیات جب پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے جلیل القدر رسول انبیاء علیہم السلام کے سرتاج نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تہیں کیا اسوقت بھی یہ حقیقت تہیں اور صرف نام ہی ہوئی ہیں؟ اگر مرتد ڈاکٹر کا یہ عقیدہ ہے تو یہ اور بھی

خطرناک ہے

کیونکہ یہ آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر زبردست دلائل ہیں مگر مرتد ڈاکٹر کے اس بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان نہیں رکھتا اور نہ خدا تعالیٰ کی اس جلیل الشان وحی پر ایمان لاتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر اس کا استخفاف نہ کرتا۔

صادق اور کاذب میں یہی تو امتیاز ہے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اس کا مامور اور مرسل جب یہ کہتا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی مجھ پر وحی ہوئی ہے تو اس کے وہی معنے لیتا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا مرسل اور نبی پر اس وحی کے اترنے وقت تھے اور جب اسپر کوئی آیت اترتی ہے اور اس کا نام داؤد یا موسیٰ یا احمد یا عیسے رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ نے

میرا یہ نام رکھتا ہے اور اس نام رکھنے میں وہ مجھے شان موسوی یا عیسوی یا محمدی کا بروز اور مظہر ٹھہراتا ہے وہ کبھی نہیں کہتا کہ اسمیں کوئی حقیقت نہیں سرسری طور پر یہ نام رکھدیا ہے۔ مگر برخلاف اس کے کاذب کہتا ہے کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں تو کیا پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ

خدا تعالیٰ ایک لغو کام کر رہا ہے

ایک شخص کا نام عیسےٰ رکھتا ہے بحالیکہ وہ عیسوی شمایل سے محض معرا اور بے نصیب ہے ایک کو کہتا ہے انک لمن المرسلین مگر یہ محض (معاذ اللہ) ہزل ہے وہ رسول نہیں اور رسالت کے منصب سے اس کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اسے کہتا ہے کہ تو بشیر و نذیر ہے مگر تبشیر و انذار کا کوئی کام اسے نہیں دیا گیا۔ اب مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح بتائے کہ اگر اس کے الہامات اسی قبیل اور قسم کے ہیں تو پھر ان سے کیا فائدہ؟ اور انکی اشاعت سے کیا مقصد؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ڈاکٹر خدا تعالیٰ کے کلام پر ہنسی کرتا اور اسے ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے مگر یہ احمقانہ خیال ہے یاد رکھو

خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا

مرتد ڈاکٹر پر یہ زبردست سوال ہے اور اس کا جواب دینا اس کے لئے موت احمر ہوگا

پھر

ایک اور رنگ میں میں مرتد ڈاکٹر کے الہامات پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

اب جبکہ انک لمن المرسلین کے الہام پر اعتراض ہوتا ہے تو کہدیتا ہے کہ اس سے ادعائے رسالت نہیں پایا جاتا یہ صرف وعدہ حفاظت ہے مگر مندرجہ بالا الہام کے لئے کہتا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس الہام کے ایک جزو کو تو ایک فرد پر چسپاں کر کے اسے دجال موعود قرار دیتا ہے مگر بالمقابل مسیح کے لئے کہتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں یہ عجیب الہام

او ناتیترا دہا بثیر

کا مصداق ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ تو اپنے اصلی اور صحیح معنوں میں لیا جاتا ہے اور دوسرا خیالی اور فرضی اس سے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کے عقیدہ

نزول مسیح

کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اسے صاف طور پر اپنے عقیدہ نزول مسیح کو ظاہر کرنا چاہئے کہ کیا وہ وفات مسیح کا قائل ہے یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکا عقیدہ رکھتا ہے اور کیا وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا یا شمایل عیسوی سے موصوف امت احمد کا کوئی فرد کامل ہوگا؟ اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تاویلات پر بھی نظر کیجائے جو مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب نے پیش کی ہیں

(۱) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اسکی اسقدر تعبیر ہے کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش کر دیا جاویگا جس نے چار لاکھ انسانوں کو ہلاک کر دیا اور تیس کروڑ مسلمانوں کو خصوصاً اور تمام عالم کو عموماً طاعون، زلزلوں، آتش فشانیوں اور قحطوں کی دہمکیاں دیتا رہتا ہے"

اس الہام کی جو تاویل کاذب مسیح کرتا ہے وہ قابل غور ہے یہ امر تو بدیہی ہے کہ کاذب مسیح اپنی تحریروں میں دجال سے مراد (خاک بدہنش) متقیوں کے سردار، نبیوں کے موعود اور مصداق حضرت مسیح موعود کو لیتا ہے اب اس تاویل سے دو امر تو بڑی صفائی سے ثابت ہیں۔

اول یہ کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت چار لاکھ ہو چکی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف چند سو آدمیوں کا گروہ ہے وہ کاذب مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں۔

دوم۔ حضرت مسیح موعود نے عذاب الٰہی کی پیشگوئیوں کی عام تبلیغ کر دی ہے جیسا کہ وہ خود تسلیم کرتا ہے پھر کیسے شرم کی بات ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو اعتراض کر دیتا ہے کہ وہاں تبلیغ نہیں ہوئی در دروغگو را حافظہ نباشد۔ یہ تو ضمنی باتیں ہیں۔ مرتد ڈاکٹر کہتا ہے کہ طاعون، زلزلہ وغیرہ کی دہمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مگر ذرا غور طلب امر تو یہ ہے کہ وہ واقعات پورے بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانی اور قحط نے اپنے تئیں پر ثابت کیا یا نہیں کہ جس طرح خبر قبل از وقت کہا گیا تھا پورا ہوا؟ علاوہ بریں اے

مسیح کاذب!

ذرا سوچکر بتا کہ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانیاں اور قحط یہ مسیح موعود کیلئے نشانات مقرر کئے گئے ہیں یا دجال کے لئے۔

تیری تفسیر سازی اور الہام بازی کی ساری قلعی اس ایک بات سے کھلتی ہے اور تیری علم و معرفت پر پردہ فاش ہوتا ہے۔ یہ نشانات بالاتفاق مسیح موعود کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی سے خبر پاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں اور جسکو تو دجال کہتا ہے اسی کے ہاتھ پر وہ نشانات پورے ہوتے ہیں

اب

اے عقل کے اندھے اور دین کے دشمن بتا کہ دجال تو ہے یا مسیح موعود؟

طعنہ بر خوباں مزن اے روسیاہ

اگر تجھے بھی شرم اور حیا سمجھ میں ہوتی اور فی الحقیقت تو کانا دجال نہ ہوتا تو اس موٹی سی بات کو سمجھ لیتا۔ مگر تیری دین کی آنکھ بند ہے جو کانے دجال کیلئے ضروری ہے اسلئے تو بیہودہ دلائل کرتا ہے اور اسے حقایق و معارف یقین کرتا ہے کیا خدا بھی بھول گیا کہ وہ مسیح موعود کے نشانات دجال کے ہاتھ پر دکھانے لگا اور اس نے امر ایسا مشتبہ کر دیا کہ باطل کو حق کر دیا اگر یہ بات ہے پھر تو کیا تیرا باپ اور تیرے اسلاف بھی اس حق کو نہیں مٹا سکتے

وہ خود چور چور ہوگا جو اس حق کے پہاڑ سے ٹکرائیگا

کیا اس شیخی پر تو اس سلسلہ حقہ کو تباہ کرنیکا دعویٰ کرتا ہے تجھ سے پہلے کتنے اٹھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا اور تیری طرح الہام کی بنا پر دعویٰ کیا کیا تو بتا سکتا ہے؟ وہ جھوٹی مسیح کاذب کہاں ہے جس نے کہا تھا کہ مجھے دجال کے قتل کرنے کے لئے عصا دیا گیا اس عصا کو اور عصا والے کو دابۃ الارض (طاعون) نے ہلاک کر دیا اسکی موت نے تمہیں آگاہ کیا مگر تم نے انکی قدر نہ کی؟ پھر عصا موسیٰ لیکر لاہوری ملہم اٹھا جانتے ہو اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ تمہارا واجب الاحترام بزرگ تھا وہ فرعون کو (جو فی الحقیقت راستبازوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور بلاشبہ

انت منی بمنزلۃ موسیٰ

کا صحیح مصداق اور مخاطب تھا) ہلاک کرنیکا دعویٰ کر کے نکلا مگر خود ہی موسوی جلال کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب جھوٹی اور لاہوری ملہم کی گدی پر تو بیٹھا ہے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنیکا مدعی ہے خدا تعالیٰ کی قہری تجلی جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے خود فیصلہ کریگی

کہ حق و حکمت کے ساتھ کون اترا ہے

بہرحال تیرا یہ الہام یا تو بالکل جھوٹا ہے اور یا تو محض خوف تکفیر سے اسکی الٹی تاویل کرتا ہے دونو صورتوں میں تو جھوٹا اور کاذب ہے اور اس لحاظ سے **کانا دجال** ہے۔

کیونکہ صادق مومن جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ لوگوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا اور کسی تکفیر یا مصیبت سے ہرگز نہیں ڈرتا ولنعم ماقیل

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے دارد ✽ کہ صادق بزدلے نبود وگر بینند قیامت را

(باقی آیندہ)

خدا کی تازہ وحی

قریباً ۸ اگست ۱۹۰۷ء (۱) شرّفنا بکلام منا۔ ترجمہ۔ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا (۲) شرّفنا باکرام منا ترجمہ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا (۳) سلام (۴) انی مبشرٌ ترجمہ میں بشارت دینے والا ہوں (۵) ان اللہ معنا۔ ترجمہ خدا ہمارے ساتھ ہے (۶) انی مع اللہ۔ ترجمہ۔ میں خدا کے ساتھ ہوں

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

طرف سے پاک جو مخفی علی ہے / اوسی کی ہر طرف جلوہ گری ہے
صفات و ذات میں ہے وہ نرالا / عجب اوس کی ہر اک صنعت گری ہے
دکھاتا ہے وہ اپنی جلوہ گریاں / دوئی میں جلوہ گر یکتائی ہی ہے
ہمیشہ اوسکو زیبا ہے نئی شان / کہ بیچ اوسکی ہر جا جلوہ گری ہے
عجب نیرنگ میں اوسکے جہاں میں / کہیں غم ہے کہیں شادی رچی ہے
کبھی سرسبز باغ و بوستاں ہے / کبھی باد خزاں اوس پر چلی ہے
اسی ڈھب سے جہاں میں سنت اللہ / جو نیچا ہے کبھی اونچا کبھی ہے
یونہی قدرت نمائی ہے خدا کی / یونہی زیب جہاں ہوتی رہی ہے
خزاں سے باغ بے رونق ہوا جب / بہار اللہ نے پھر بھیجدی ہے
ہوا جب باغ دیں رونق سے خالی / نبی بھیج آبیاری اوسکی کی ہے
پھر اوسمیں تازگی کی روح پھونکی / سبز اس کو سرسبزی ہوئی ہے
ہوا تاریک جب آخر زمانہ / تو بھیجا اوس نے وہ برتر جو ہے
جو سردار گروہ انبیا ہے / طفیل اوس کے یہ نعمت ہوئی ہے
محمد مصطفےٰ حق کا پیارا / امام دوسرا شاہ جری ہے
جہاں جو جس سے تھا بگڑا اوسکی ذات / دو عالم کی اوسے دولت ملی ہے
بہت سے جانشیں اوسکے ہوئے ہیں / حمایت دین کی اون سب نے کی ہے
پھر آیا جب کہ دجالی زمانہ / تو کفر و شرک کی نوبت بجی ہے
مسلماں ہو گئے گمراہ و بد دل / طلب دنیا کی اونمیں بڑھ گئی ہے
رہے کب حیلۂ دجال [illegible] / نہ اونمیں دین کی طاقت رہی ہے
خدا نے خود حمایت دین کی کی / کہ حامی دین کا اللہ ہی ہے
بروزی رنگ میں احمد کو بھیجا / قلم کی اوس کے اک تلوار ہی ہے
جری اللہ جیب میداں میں آیا / صف دجال برہم ہو گئی ہے
سراسیمہ ہے وہ حیران و مضطر / اور اوسکی قوم میں ہل چل پڑی ہے
صلیبی بت کو پہلے اوس نے توڑا / جو عالم میں بڑی پر شور [illegible] ہے
کیا ثابت کہ عیسیٰ ہو گئے فوت / صلیب و قتل سے جاں بچ گئی ہے
یہودی خو مسلمانوں کو اس سے / بڑی ہی حیرت و تشویش ہوئی ہے
ہوئے وہ حامی دجال دل سے / خصومت حامیان دیں کی ہے
مچایا ہے بہت کچھ شور و غوغا / سراسر اونکی یہ بد قسمتی ہے
پھرے ہیں [illegible] وہ / یہ حالت اونکے دین اسلام کی ہے
غضب جو مہدی آخر زماں ہے / اوسے بد قسمتوں نے [illegible] ہے
مسیح خلق جو اللہ سے ہے / مریضوں کو ادھی سے دشمنی ہے
مدد دینا جسے تھا فرض اون کا / خصومت اوسکی دل میں پال لی ہے
تعجب ہے بڑی حیرت کی ہے بات / مسلماں تو نہیں خو سے کافری ہے
زباں پر کلمہ اور انکار دل میں / منافق کی صفت یارو یہی ہے
اونہیں انصار بننا چاہیئے تھا / کہ قرآں میں صفت انصار کی ہے
مدد جیسے رسول اللہ کی کی / خدا کی اوس پہ کیا رحمت ہوئی ہے
جو عاقل ہوتے حصہ اس سے لیتے / یہ نادانی سے لعنت مول لی ہے
نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی کرو ہوش / کہ توبہ کی ابھی کھڑکی کھلی ہے
بھلا جب باب توبہ ہو گیا بند / تو اس دم دوستو مشکل بڑی ہے
خدا کے واسطے کچھ ہوش پکڑو / یہ کیسی نفس پر غارت گری ہے
تمہاری آنکھ کھل جائے گی سب / تڑپ یہ قلب میں کیسی بھری ہے
بریلی کا بڑا صدمہ ہے مجھکو / بڑی اس شہر کی بدقسمتی ہے
کوئی اوس شہر میں زندہ نہ نکلا / وہ بستی مثل گورستان کی ہے
وجود اون کا ہی اک مثل عدم ہے / اگر دو ایک نے جنبش ہی کی ہے
کہاں جا کر بخار دل نکالوں / کہوں کیا جو مجھے درد دلی ہے
خدایا رحم کر بندوں پہ اپنے / غضب سے تو تری رحمت بڑی ہے
خطائیں بخشدے یا رب ہماری / سیاہی جرم کی دل پر چڑھی ہے
ہٹا دے آنکھ سے ظلمت کے پردے / یہی ہر وقت تجھسے لو لگی ہے
حقیقت کیا گناہوں کی ہمارے / کہ بخشش تجھکو یا رب ارحمی ہے
ترے بندے نہ ضائع ہوں خدایا / اگرچہ اونمیں اب غفلت بھری ہے
تو کر مردوں کو زندہ یا الٰہی / تو قادر ہے صفت محیی تری ہے
بریلی قادیاں ہو جائے یا رب / دعا تجھسے یہی یا رب مری ہے

اویس اوس کے قدم کی خاک ہو جا
کہ خاک پا میں اوس کی روشنی ہے

انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ

ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال ایسا سوال نہیں جو آج پہلے ہی دفعہ پیش ہوا ہو۔ ہاں اس میں کلام نہیں کہ یہ سوال قوم کے ادعائی ریفارمروں حمایت اسلام کی مجلسوں میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بارہا اٹھایا گیا اور شاید نہیں یقیناً لوگوں سے اس مقصد کے لئے چندہ بھی لیا گیا مگر اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا اور اس کا حل عمل میں آسکا اس سے یا تو یہ نتیجہ نکال لو کہ قوم میں وہ درد مند دل نہیں جو اسلام کی موجودہ حالت کا احساس کرسکے اور یا یہ کہ اس کو ضرورت حقہ سمجھا ہی نہیں گیا۔ دونوں صورتوں میں مآل واحد ہے۔ اب امریکہ سے ایک آواز آئی ہے یہ آواز مسٹر برکت اللہ بھوپالی کی ہے جو آجکل نیویارک میں ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانان ہند ایک ہزار پونڈ مسٹر ممدوح کو بھیجدیں تو وہ مسٹر الگزینڈر رسل ویب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ کرکے چھاپ دیں اور اس کو وہ یورپ اور امریکہ میں شائع کریں گے۔

بہت خوب! تجویز کے معقول یا غیر معقول ہونے کی بحث کو چھوڑ کر ضرورت کا سوال پیش آتا ہے اور جسے بالاتفاق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے — — — — — یا کم از کم ان لوگوں کے خیالات متعلق اسلام میں تبدیلی پیدا کر دینے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ **قرآن مجید کی سچی تعلیم** سے واقفیت پیدا کریں۔ اس وقت تک جسقدر علم اہل یورپ اور امریکہ کو اسلام کے متعلق ہوا ہے اس کا مخزن اور منبع عیسائیوں کی تصانیف ہیں گو انگریز سیاحوں سے اس علم میں سچے اسلامی علوم کے الہام کا بھی اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسٹر برکت اللہ اور ویب صاحب کے اسماء گرامی ایسے نہیں ہیں جو اہل ملک کیلئے بالکل اجنبی ہوں۔ ویب صاحب نے امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کرنے کیواسطے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا مگر افسوس وہ اس کام میں ناکام رہے واپس جاکر انہوں نے نیویارک سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری کیا جو بعد میں بند ہوگیا اس ناکامی کے کلنک کے ٹیکے کو خواہ مسلمانان ہند کے سر تھپو یا خود ویب صاحب کی کسی مخفی کمزوری کا نتیجہ قرار دو یہ بھی بات ہے کہ ہوئی ناکامی۔

اب مسٹر برکت اللہ کے ساتھ مل کر پھر انہوں نے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مسلمانوں سے امید رکھی ہے کہ وہ انہیں مدد دیں گے۔ اس سوال کو بھی برطرف رکھ دو کہ مسلمانان ہند روپیہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ جو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کیا وہ یہ قابلیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا حل بہت ضروری ہے جن صاحبان جرائد نے محض ایک خوش کن خبر سمجھکر اسکی تائید کی اور مسلمانان ہند کو روپیہ جمع کر دینے کے لئے اکسایا بہتر ہوتا وہ پہلے اس کو حل کر لیتے۔ انجمن حمایت اسلام کے ایک گذشتہ سالانہ اجلاس میں جبکہ جاپان وغیرہ کی تبلیغ کے نقشے دکھائے گئے تھے جیسے ایک اہل الرائے نے اشاعت اسلام کے سوال پر پوچھا تھا کہ پہلے آپ اس کا فیصلہ کریں کہ یورپ میں یا امریکہ میں آپ کونسا اسلام پیش کریں گے کیا غیر مقلدوں کا یا مقلدوں کا؟ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خوارج کا یا معتزلہ کا وغیرہ وغیرہ تو وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا تھا۔ مسٹر ویب اسلام کی حقیقت سے کیا واقف ہیں؟ اور انہوں نے قرآن مجید کے معارف اور حقایق سے کیا حصہ لیا ہے؟ ایسا ہی مسٹر برکت اللہ کا حال ہے۔

پھر جو ترجمہ یہ لوگ پیش کریں گے کیا وہ یورپ اور امریکہ پر کوئی اثر ڈال سکیگا۔ اگر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی ذات سے وہ اثر اب تک نہیں پڑا؟

میں اس امر کے اعتراف سے پیچھے نہیں رہ سکتا کہ انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے فاضل کی ضرورت ہے جو ایک طرف عربی زبان کی وسعت پر اگر پورا قابض نہ ہو تو ایسا تو ہو جیسے عربی زبان کما ہو کرسکیں اور ایسا ہی انگریزی زبان میں قادر الکلام اور اسکی تحریر پر پوری حکومت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق اور محبت کا پیوند رکھتا ہو اور پھر اس کے دل میں اسلام کی اشاعت کا ایک جوش اور اسکی موجودہ حالت کیلئے درد سیم کی طرح بھرا ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ زکی النفس اور مطہر القلب انسان اس راہ میں پورا قدم جا سکتا ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ خود گرے گا بلکہ اوروں کو بھی گرائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمانہ کے حالات سے پورا واقف ہو اور اس کو ان اعتراضات پر پوری نظر ہو جو اس زمانہ کے ملحد۔ دہریہ۔ فلاسفر آریہ۔ عیسائی۔ سائنس دان اور دوسرے لوگ اسلام پر کرتے ہیں تاکہ جن مقامات قرآن مجید پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہاں وہ دوسروں کیلئے شمع ہدایت پیش کر سکے۔

قرآن مجید اور اسلام کی عملی سچائیوں کے اظہار اور اسکی علمی تاثیرات اور معجزات کو جسطرح خدا تعالیٰ کا مامور سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کا قلب مطہر ہوتا اور وہ براہ راست خدا سے اس کے کلام کو پڑھتا اور سمجھتا ہے پس اسکی تعلیم سے اگر کوئی طہارت رکھتا کردہ اس کام کو کرے تو وہ اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

میں اگر اس موقع پر ایک بزرگ کا نام لونگا تو شاید اس کو یار فروشی کہا جاوے مگر یہ ایک حقیقت ہے اگر آج زمانہ اس سے آشنا نہیں تو ایک وقت آئیگا کہ اسے پتہ لگ جائیگا وہ بزرگ قابل قدر نوجوان **مولوی محمد علی ایم۔ اے** ہے جس نے اسلام کی حمایت اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ یورپ اور امریکہ میں اپنے قلم کا وہ سکہ بٹھایا ہے کہ خود رسل ویب جیسے شخصوں نے اور کونٹ ٹالسٹائے جیسے فلاسفروں نے تسلیم کرلیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ جسطرح اس رسالہ میں ظاہر کیا گیا ہے وہ دل کو اطمینان دینے والا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں رسالہ مذکور کے مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں اور انہیں خاص قدر سے دیکھا گیا ہے پھر یہ مضامین معمولی نہیں بلکہ ایسے اہم امورات پر ہیں جنپر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔ مثلاً دوزخ بہشت تعدد ازدواج۔ غلامی۔ جہاد۔ حفاظت قرآن کریم۔ احادیث وغیرہم

جو شخص چاہے ان رسایل میں دیکھ سکتا ہے کہ فلسفہ اسلام کو کس شان سے بیان کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نام ترجمہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کام کے نہ اہل ہیں اور نہ وہ کرسکیں گے۔ اور اگر بفرض محال انہوں نے کچھ کیا تو وہ اسلام کو اس سے زیادہ بدنام کریں گے جو عیسائیوں نے کیا ہے اور یہ اسلام کیلئے اس سے زیادہ مضر ہوگا کیونکہ وہ ایک مسلمان کے قلم کا نتیجہ ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں کو اس کام میں پیشدستی کرنے سے پہلے اسکی اہل کو سوچ لینا چاہیے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام میں نے اسلئے پیش نہیں کیا کہ مسلمانان ہند انہیں اس مقصد کے لئے منتخب کریں یا انکو چندہ بھیجیں انکو نہ اسکی ضرورت نہ وہ ایسی خواہش کے پابند۔ وہ خدا تعالیٰ کے مامور کے ماتحت نہایت اخلاص اور جوش سے سالہا سال سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے جسکا محرک نہ کوئی لالچ ہے اور نہ کوئی تکلیف یا دکھ اور خدا کرے وہ ہمیشہ اس سے محفوظ رہے اسکو روک سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی تو وہ آپ چپاتے یہ کام کرکے دکھا دیگا اور دنیا کو پتہ لگیگا کہ خدمت اسلام اور حمیت ملت کا جوش کسطرح ظاہر ہوا کرتا ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ جو لوگ اس کام کو ضروری سمجھتے ہیں

قوانین طب و احکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام و تمضمضوا فانہ مصحۃ للناب والنواجذ
یعنی کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام دانتوں کے لئے
موجب تندرستی ہے۔ لا یبیتن احدکم و فی یدہ غمر الطعام فان اصابہ
شئی فلا یلومن الا نفسہ یعنی اے مسلمانو! تم میں سے کوئی شخص ایسا
نہ سوئے کہ اس کے ہاتھ کھانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اس کے بعد اس کو
کوئی تکلیف ہو جائے تو اس کو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے کیونکہ اس نے ہماری
نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ سوتے وقت پاک صاف رہنے کیلئے فرمایا من نام
علی طہارۃ ثم مات من لیلتہ مات شہیدا۔ یعنی اگر کوئی شخص
رات کو پاک صاف ہو کر سو جائے اور اسی رات کو مر جائے تو وہ شہید ہی شمار کیا جائیگا۔
الطاہر النائم کالصائم القائم یعنی جو شخص پاک صاف ہو کر سوتا ہے
وہ ثواب کے لحاظ سے اس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔
کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے۔ کئی حدیثیں اس مضمون
کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سونے سے اٹھ کر اپنے بستر کو جھاڑو۔ سونے سے
پہلے کھانے پینے کے برتن ڈھک دو تا کہ کوئی کثافت انہیں گندہ نہ کر سکے۔
پاک و صاف کپڑے پہننے کی تاکید ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ البسوا
الثیاب البیض فانہا اطہر و اطیب یعنی اجلے اور سفید کپڑے
پہنو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض
فالبسوہا احیاءکم و کفنوا بہا موتاکم یعنی تمہارے سب سے
اچھے کپڑے وہ ہیں جو سفید اور اجلے ہوں انہیں زندوں کو پہناؤ اور انہی میں اپنے
مردوں کو کفن دو۔
جوتیوں کی نسبت ارشاد ہوا استجیدوا النعال فانہا خلاخیل
الرجال۔ یعنی اچھی جوتیاں پہنو کیونکہ وہ مردوں کی زینت ہیں۔
اعتدال اور پرہیزگاری کی نسبت ان احادیث کو غور سے ملاحظہ کرو۔
اذا اقل الرجل الطعام ملأ جوفہ نورا یعنی جو شخص کھانا
کم کھاتا ہے وہ اندرونی روشنی سے بھر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون
یعنی آدھی ہی بھوک کھانا کھایا کرو۔ من قل طعامہ صح بطنہ و صفا
قلبہ و من کثر طعامہ سقم بطنہ و قسا قلبہ یعنی جو شخص کھانا
کم کھاتا ہے اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کھانا بہت
کھاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین اللہ رجلا بزینۃ
افضل من عفاف بطنہ یعنی خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت
کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو بچائے اور تندرست اور پاک و صاف رکھے
ان اکثرۃ الاکل شؤم یعنی بہت کھانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت صلعم
اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ایاکم والبطنۃ فی الطعام والشراب فانہا
مفسدۃ للجسد مورثۃ للسقم مکسلۃ عن الصلوۃ وعلیکم
بالقصد فیہما فانہ اصلح للجسد وابعد من السرف وان
الرجل لن یہلک حتی یؤثر شہوتہ علی دینہ یعنی اے
مسلمانو! کھانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی بیماری
پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے
کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور فضول خرچی نہیں ہوتی

جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہوگا۔
جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنۃ تذہب الفطنۃ۔ یعنی
پرخوری سے عقل انسانی ضائع ہو جاتی ہے۔ معتدل ریاضت کرنی بھی نہایت
ضروری ہے۔ ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
اصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر
فانہا مفتاح کل شر یعنی شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے بھی صاف طور پر
ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا کل مسکر یعنی ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔
حکمائے اسلام کا مقولہ ہے من قل جماعہ فہو اصح بدنا وانقی جلدا
واطول عمرا۔ یعنی جو شخص جماع کم کرتا ہے۔ اس کا بدن تندرست اور بدن کی جلد
صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اس کی عمر بہت دراز ہوتی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں۔ یکفی المومن الوقعۃ فی الشہر یعنی
مسلمان آدمی کو مہینے میں ایک مرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔
احادیث میں جس طرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے اسی طرح عیاشی اور
فسق و فجور سے بھی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔
الزنا یورث الفقر یعنی بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی
ہے۔ ایاکم والزنا فان فیہ اربع خصال یذہب البہاء عن
الوجہ و یقطع الرزق و یسخط الرحمن والخلود فی النار یعنی
اے مسلمانو! زنا سے بچو کیونکہ اس میں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق اڑ جاتی ہے
انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا غضبناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی
آگ میں دھکیلا جاتا ہے۔
یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیہ ستۃ خصال ثلث
فی الدنیا و ثلث فی الآخرۃ فاما اللواتی فی الدنیا فیذہب بہاء
الوجہ و یورث الفقر و ینقص العمر الخ یعنی اے مسلمانو! بدکاری
سے دور رہو۔ کیونکہ اس میں چھ خرابیاں ہیں تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین
آخرت میں۔ دنیا کی خرابیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق
جاتی رہتی ہے۔ دوم یہ کہ اس سے افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ
اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ
تقدیر کے مسئلہ کو شامل کرو۔ اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور
ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوادار مکان میں
رہنا پسند کریگا گھر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے دے گا اپنے بدن کو
ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک و صاف رکھیگا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو
پاک و صاف رکھنے کی کوشش کریگا۔ جب قدرے بھوک رہے تو کھانا چھوڑ دیگا۔
کھانا کھانے کے بعد منہ ہاتھ دھوئیگا۔ سونے اور جاگنے کے وقت بستر کو جھاڑیگا
اجلے اور سفید کپڑے پہنیگا۔ غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کریگا
بدکاری اور فسق و فجور میں کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ مجامعت میں بھی کمی کریگا۔ ریاضت
جسمانی میں مشغول رہیگا۔ اعتدال کو ملحوظ رکھے گا۔ ہر حال میں تکلیف ہو
یا آرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں رنج و غم میں نہ پھنسائیگا یہی وہ
تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی
قائم رکھنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور ارباب
معرفت نے صفائی قلوب کے واسطے

(منقول از تحفہ شیعہ میرٹھ)

احمدیوں پر ظلم اور ریاست پٹیالہ میں اندھیر

نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں ہیڈ ضلع جالندھر کے موضع کہا چوں کے مظلوم احمدیوں کا واقعہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کس طرح بیر ظالم طبع دو دن شمت مخالف ہمیں دکھ دیتے اور ستاتے ہیں۔ اب جبکہ مجھے سنور ریاست پٹیالہ میں سید عبدالحیی صاحب کے نکاح کی تقریب پر جانے کا اتفاق ہوا تو اپنے حسب معمول وہاں کے احمدیوں اور مخالف فریق کے عام حالات معلوم کرنے چاہے جس تحقیقات کے ضمن میں مجھے ایک ایسا خطرناک واقعہ معلوم ہوا جو ریاست پٹیالہ کے انصاف اور عدل کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما داغ ہے اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ نے غریب احمدیوں کو سخت تکلیف دی ہے لیکن وہ ریاست جس کا والی تاج برطانیہ کا فرزند خاص کہلاتا ہے وہاں عدل و انصاف کے حصول کے لئے [illegible] ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کونسل راج پٹیالہ نے اس مقدمہ کی مثل کو منگوا کر ملاحظہ کیا تو اسے صاف کھل جاوے گا کہ مجسٹریٹ صاحب [illegible] عدالت میں مقدمہ ہے کوئی خاص وجہ مقدمہ کو اسقدر عرصہ تک التوا کرنے کی نہیں بیان کر سکتے بجز اس کے کہ وہ شیعہ ہیں اور بہ حیثیت شیعہ ہونے کے انہیں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے خاص دشمنی ہے۔ مگر یہ عداوت و دشمنی انصاف کی راہ میں عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر [illegible] ہونی چاہئے۔ یہی تو باعث ہے کہ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کی خاص برکت اور احسان سمجھتے ہیں جہاں باوجود یکہ ہمارا امام مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے اور وہ عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے بروز ورحت [illegible] رہا ہے لیکن جب وہ ایک پادری دین عیسوی کے سرگرم حامی کے مقابل بہ حیثیت مستغاث علیہ جاتا ہے تو ایک انگریز جج جس کو بہ حیثیت عیسائی ہونے کے پادری کا احترام واجب ہے اپنے عدل کے مقابل میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور پادری کے احترام کے سوال کو [illegible] کر کے دونوں کو برٹش رول کی رعایا قرار دیکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھاتا ہے۔ یہ انگریز کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور تھا جو [illegible] پٹیالہ میں بھی ایک عرصہ تک اعلیٰ آفیسر ہونے کی حیثیت سے زندگی بسر کر چکا ہے اور میں اپنے علم اور واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ [illegible] ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں سے [illegible] ملاقاتوں میں عام بالوں کے ضمن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے رہے [illegible] انصاف [illegible] کا شہرہ [illegible] نے جب [illegible] شہرت ان کو دی ہے [illegible] کی تقریر کی [illegible] ایسا ہی جب [illegible] ڈویژنل جج امرتسر کے سامنے [illegible] ایک [illegible] مجسٹریٹ تھا وہ مشہور و معروف [illegible] مسیح موعود کا جس [illegible] ایک ہندو مجسٹریٹ نے [illegible] التوا کرنے کے باوجود [illegible] جرمانہ کر دیا تھا اس کو بھی [illegible] نے چند ہی منٹ میں جرمانہ واپس دلانے کا حکم

صادر کرنے کے ساتھ ہی اسقدر عرصہ تک التوا کرنے پر اپنے فیصلہ میں مجسٹریٹ ماتحت پر اعتراض کیا اور یوں برٹش انصاف کی دھاک بٹھا دی مگر ریاست پٹیالہ کے ایک شیعہ مجسٹریٹ کے سامنے جب سنور کے دو احمدیوں کا ایک معمولی استغاثہ پیش ہوا تو اس میں آجتک باوجود پچاس پیشیاں ہو چکنے کے ابھی تک استغاثہ کی شہادت بھی نہیں لی گئی۔ اور پھر تعجب اور افسوس یہ ہے کہ اس مقدمہ کے واقعات عجیب ہیں جو ایک مسلمان کو غیرت دلائے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن باوجود اس کے شیعہ مجسٹریٹ صاحب نے اسے لٹکائے رکھنا شاید اپنا فرض منصبی سمجھا ہے اگر انہیں حضرت امام یا آپ کی جماعت سے مذہبی مخالفت ہے تو کیا ان کے عہدہ کے فرائض میں بھی یہ داخل ہے کہ مذہبی مخالفت کی وجہ سے فریق مخالف کو تنگ کیا جاوے اگر یہ تنگ کرنا نہیں کہ ایک مقدمہ کی بلاوجہ ۵۰ پیشیاں ہوں اور کچھ بھی کارروائی نہ ہو تو اس کی تصریح کر کے بتا دیا جاوے۔ ریاست پٹیالہ کا تو یہ احسان کہ ایک سکھ ریاست ہو کر ایک شیعہ مسلمان کو مجسٹریٹ بنا دیا۔ مگر کیا کسی احمدی کا یہ قصور ناقابل عفو جرم ہے کہ وہ احمدی ہو کر ان کی عدالت میں جاوے۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں

شیخ کرامت علی و عبدالصمد ستولیا و معافیداراں درگاہ شاہ ساز الدین علیہ الرحمۃ ساکنان سنور مستغیث	بنام	سراج الدین خان و محمد صدیق خان و ابراہیم و خدابخش و کرم بخش و [illegible] ساکنان سنور مستغاث علیہم

جرم زیر دفعہ $\frac{143}{296}$ تعزیرات ہند

مقدمہ مندرجہ عنوان کے متعلق مختصر کیفیت یہ ہے کہ ۲۲ مئی [illegible] کو مستغیثاں نے بوجہ احمدی ہونے کے رسم طبلہ و سارنگی کو مسدود کر کے بجائے اس کے درس قرآن شریف کرانا چاہا۔ مستغاث علیہم نے تقریباً دو صد مردماں کو ہمراہ لے کر خانگاہ میں بیٹھ کر روبرو کے پولیس یہ بیان کیا کہ یا تو جو قدیم سے تم مجلس رقص و سرود ہر سال عرس پر کراتے ہو کراؤ ورنہ اگر تم بجائے اس کے قرآن شریف کا درس کراؤ گے تو ہم تمہارا [illegible] کریں گے اور جان سے مار دیں گے۔ مستغاث علیہم کو مستغیثاں نے [illegible] اپنے امام آخر الزمان علیہ السلام کی تعلیم کے خاموش ہو کر اپنے گھر کو چلے آئے اور صبح کو مجسٹریٹ سنور میں استغاثہ دائر کر دیا۔ عدالت مذکور میں عجیب کیفیت اس مقدمہ کی ہو رہی ہے [illegible] مقدمہ کے جس کو آج قریباً سوا سال ہونے کو ہے [illegible] مدعا علیہم [illegible] استغاثہ کے بیانات بھی قلمبند نہیں ہو سکے تو [illegible] مقدمہ میں [illegible] تاریخ [illegible] مقدمہ [illegible] جناب مجسٹریٹ صاحب [illegible] جو نہایت [illegible] دل میں آجتک [illegible] مدعا علیہم عدالت میں طلب [illegible] اسقدر عرصہ [illegible] مدعا علیہم طلب نہیں ہو سکے اور اسقدر [illegible] ہیں تو جب مدعا علیہم حاضر آئینگے تو ساتھ کارروائی کے لئے تو نہیں معلوم کسقدر عرصہ کی ضرورت ہوگی۔

[illegible] واقعات مقدمہ میں اس مقدمہ کے متعلق کونسل عالیہ پٹیالہ کے پریسیڈنٹ جناب سردار گورکھ سنگھ صاحب بہادر بالقابہم کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں وہ اس مثل کو منگوا کر ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ ایک فریق کو بلاوجہ اسقدر عرصہ تک عدالت میں لٹکائے رکھنا کہاں تک سلطنت [illegible] ہے اور اگر کوئی معقول عذر قوی عذر نہ ہو تو اس پر ایسا نوٹس لینا چاہئے کہ آئندہ کسی مجسٹریٹ کو ایسی جرات نہ ہو۔ عدالت میں انصاف کے [illegible]

چھاپنے کی مشین آرہی ہے

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً مسرور ہوں گے کہ کارخانہ الحکم کے
لئے چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ میرے ایجنٹ نے جسکی معرفت
ولایت سے مشین منگوائی گئی ہے اطلاع دی ہے کہ ۲۳ر جولائی ۱۹۰۷ء
کو ولایت سے مشین روانہ ہوچکی ہے اور دو ہفتہ تک اس کے پہونچ
جانے کی پوری امید ہے۔
اس کے بعد جبکہ مشین پریس اور سٹیم پریس کا ذکر کیا گیا تھا چونکہ کوئی
جدید اطلاع قابل ذکر نہ تھی اس لئے اب جبکہ مشین روانہ ہوچکی ہے میں نے
ضروری سمجھا کہ الحکم کے سرپرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نوٹ شائع
کروں۔ یہ میں پہلے ظاہر کرچکا ہوں کہ اب نرا مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم
پریس بفضلہ تعالےٰ قائم کیا جاوے گا اور لیتھو کے علاوہ انگریزی
پریس بھی اس کے ساتھ ایزاد ہوگا اور انگریزی اور لیتھو کی مشین انجن
کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔ یہ معمولی اور سرسری محنت کا کام نہیں بلکہ بڑا اہم
اور محنت طلب کام ہوگا اور کام کی نئی شاخ ہونے کی وجہ سے ابتدا
اس کی راہ میں بعض روکوں کا پیدا ہونا بھی کچھ بعید نہیں لیکن میں اپنے
رب محسن پر بحمد اللہ یقین رکھتا ہوں کہ جس نے الحکم کے ایک معمولی
بیج کو ایسا بارور فرمایا اور نشو و نما دیا کہ ہزاروں روحیں اس کے پھلوں
سے سیر اور مسرور ہوتی ہیں وہ ان تمام روکوں کو دور کر کے اس کو
قوم کے لئے ایک مفید کارخانہ بناوے گا۔ اس کے فضل سے یہی امید ہے۔
سٹیم پریس کے لئے چھپائی کے کام کی بہت ضرورت پڑے گی۔ پہلے
وہ احباب جن کے ہاتھ میں کچھ بھی چھپائی کا کام ہو اس طرف زیادہ متوجہ
ہوں۔ اور ابھی سے اس کا انتظام کریں کیونکہ جب کہ واقعات بتاتے ہیں
ہیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو اسی مہینے میں مشین کام کرنے لگے۔ خدا
کرے کہ یہ نیا سلسلہ ہر طرح سے دین و دنیا کے لئے مفید اور مبارک ہو (آمین)

دل کو کون مطمئن رہنے نہیں دیتا

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا دل مطمئن رہے اور اوسے
کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو وہ اپنے افعال کو درست حالت
میں رکھے اگر اوسکی رفتار سیدھی ہوگی کبھی اوس کے دل میں کسی
طرح کا اندیشہ پیدا نہ ہوگا انسان کے دل میں جسقدر خوف
و خطرہ پیدا ہوتا ہے اوس کے افعال اور اس کی حرکات کی نادرستی
کی وجہ سے جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انکے برخلاف دفعہ ۱۲۴-الف
تعزیرات ہند کا کبھی استعمال نہ ہو وہ اپنے دل میں کبھی باغیانہ خیالات کو جگہ
نہ دیں نہ صرف قانونی خوف سے بلکہ اخلاقی اور مذہبی خیال سے بھی انسان کو
کبھی باغیانہ خیالات کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیے۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت حج کو نہیں جاتے ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں
کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے
ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ
اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام
کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال
ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہونچنے
اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسایل موجود ہوں جب وحشی طبع علماء اس جگہ
ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے۔ تو وہاں
یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں
کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں
داخل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ
اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل
ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھدیں اور اقرار حلفی
کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دیگا
تاکہ آیندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا
اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض انکا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکل فرمایا توکل کرنیوالے اور خدا کیطرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے
جو آدمی صرف اپنی کوشش میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل
ہو سکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ یہی چلی آتی ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے
ہیں وہ اسکو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم
رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ
حاصل بھی کرلیں۔ تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔
اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا
نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان
لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے انکی عزت کو ظاہر کر دیا۔
ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے
غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں
سچی نیکی ہوتی اور یہ خدا پر توکل کرنیوالا ہوتا تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔

اخلاق کے خراب کرنیوالے پادری ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ دیسی عیسائی
ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ مگر
روپے مانگتا ہے یا تنخواہ مانگتا ہے۔ حالانکہ
لیاقت کچھ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پادریوں نے ہندوستانیوں
کے اخلاق خراب کر دیئے ہیں اور ان کو مذہب فروش بنا دیا ہے
کئی عیسائی دیکھے ہیں کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں کے
پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان یا ہندو
ہونے کے واسطے تیار ہیں لیکن عیسائی لوگ
ہم کو اس قدر تنخواہ دیتے ہیں تم کیا تنخواہ دو گے۔

جدہر سے زیادہ تنخواہ کی امید ہو اُدہر ہی جہک پڑتے ہیں اور بسا اوقات کبہی ادہر سے اور کبہی اُدہر سے بطور نیلام کے اپنی قیمت کے بڑہانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بداخلاقی ہندوستان میں پادریوں نے ہی پہیلائی ہے ورنہ ان سے پہلے ہندوستانی لوگ مذہب کے معاملہ میں ایسے رزیل اخلاق رکہنے والے نہ تہے۔ آدمیوں کو چاہئے کہ جب ایک مذہب کو سچا سمجہکر قبول کرے تو پہر اسپر استقامت دکہلاوے۔ خداتعالیٰ رازق ہے وہ خود تمام سامان مہیا کردیگا۔ جب انسان خدا کے واسطے کوئی کام کرتا ہے تو پہر اس کو موت کی پروا نہیں رہتی اور نہ اسے خداتعالیٰ ضائع کرتا ہے اندرونی تقوی اور طہارت کا خیال کرنا چاہئے جن لوگوں کے دل اور دماغ میں صرف دنیا ہی رہجاتی ہے وہ کس کام کے آدمی ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتہ خلوص نیت کے ساتہ خدا کی طرف جہکتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اس قسم کے عیسائی تو مسلمانوں کی نسبت تو ہم نے ان لوگوں کو بہت ثابت قدم دیکہا ہے۔ جو ہندوؤں میں سے مسلمان ہوکر ہمارے پاس آئے ہیں۔ جیساکہ شیخ عبدالرحیم ہیں سردار فضل حق ہیں۔ شیخ عبدالرحمن صاحب شیخ عبدالعزیز صاحب ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کیخاطر بہت دکہہ اٹہائے مگر اپنے ایمان پر قایم رہے۔ جب سردار فضل حق صاحب مسلمان ہوئے تو انکو قتل کرنے کے واسطے کئی سکہ یہانتک آئے۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچایا اور سردار صاحب نے کسی کا خوف نکیا ایسا ہی شیخ عبدالرحیم کے چہرے سے نیک بختی کے آثار نمایاں ہیں شیخ عبدالرحمن صاحب کو ایک دفعہ ان کے رشتہ دار دہوکے سے لیگئے تہے اور وہاں لیجاکر ان کو قید کردیا تہا۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچالیا اور خود بخود یہاں چلے آئے۔ برخلاف عیسائیوں کا مذہب عموماً تنخواہ پر ہے۔ اگر آج ان کو موقوف کردیا جائے تو نہیں ساتہہ ہی انکی عیسائیت بہی موقوف ہو جائے۔ امرتسر میں ایک پادری رجب علی تہا وہ کئی مرتبہ مسلمانوں میں آکر ملتا تہا۔ پہر عیسائی ہو جاتا تہا۔ عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا ایک اخبار نکلتا تہا۔ عیسائیوں سے کچہہ ناراض تہا ان دنوں ایک گرجہ پر ایک بجلی گری تہی۔ اس خبر کو اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے اس نے لکہا کہ گرجے پر بجلی گرنا دو اسباب سے خالی نہیں یا تو اس کا یہ سبب ہوا ہے کہ روح القدس کو مصالح بہت لگ گیا تہا اور اس نے گرجے پر آنکر گرجے کو جلادیا ہے اکثر اس قسم کے عیسائی دہریہ اور کمینہ طبع ہوتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے کفارہ نے ایسی بے قیدی کردی ہے کہ جو گناہ چاہو کرلو۔ سزا تو یسوع بہگتیگا۔ اسی واسطے ضرب المثل ہوگئی ہے کہ ؎

عیسائی باش ہرچہ خواہی کن

کیونکہ اگر زنا اور شراب حرام ہے تو پہر کفارہ سے فایدہ کیا کفارہ سے کا یہی تو فائدہ ہے کہ اس نے معافی کی ایک راہ کہولدی ہے۔ اگر عیسائی بہی گناہ کرنے سے پکڑا جاتا ہے جیساکہ غیر عیسائی پکڑا جاتا ہے۔ تو پہر دونوں میں فرق کیا ہوا اور کسیکو عیسائی بننے سے فائدہ کیا حاصل ہوا۔

ڈاکٹر مرتد بکم اگست ۱۹۰۷ء تازہ الہام الٰہی۔ انّی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تہا۔ فرمایا کہ قریب العہد اہانت کرنیوالا تو ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس نے بہت اہانت کے لفظوں میں ایک خط لکہا ہے اور ہماری موت کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ یہ وحی الٰہی پہلے بہی بہت بار نازل ہوچکی ہے۔ مگر ہر بار اس کا شان نزول جدید ہوتا ہے ایسے لوگوں کی مخالفت سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ ضرور ہے کہ ایسے لوگ بہی پیدا ہوں تاکہ صادق اور کاذب کے درمیان ایک فرق ہو جائے۔ سب انبیاء کے وقتوں میں ایسے مخالف ہوتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہی ایسے آدمی موجود تہے مگر اس قسم کے لوگ ہمیشہ بعد میں آتے ہیں۔ شروع میں صادق ہی ظاہر ہوتا ہے پہر اس کو دیکہکر دوسرے لوگ بہی ریس کرتے ہیں۔ اسمیں خداتعالیٰ کی حکمت ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوٰی اچہی طرح سے شائع نہ ہوگیا تب تک کوئی آدمی ایسا پیدا نہ ہوا جس نے نبوت کا دعوٰی کیا تاکہ کوئی ایسا نہ کہسکے کہ اس شخص نے فلاں شخص کی ریس کرکے دعوٰی نبوت کردیا ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں مطلق خاموشی تہی۔ کوئی شخص خدا سے وحی پانیکا اور مسیح موعود ہونیکا مدعی نہ تہا۔ ایسے وقت میں خداتعالیٰ نے ہمپر اپنی وحی نازل کرکے ہمیں مسیح موعود بنایا۔ یہ امر بہی منہاج نبوت میں داخل ہے کہ صادق کا دعوٰی اول ہو اور کاذب پیچہے ہوں اور لوگوں کی بیخبری کے علاوہ ہم تو خود بہی بیخبر تہے۔ اپنے طور پر میری عادت تہی۔ کہ غیر مذاہب کے برخلاف اخبارات میں مضامین دیتا تہا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تہا۔ ان ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نام نکلا کرتا تہا اور ایک برہمو دہرم کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تہا۔ ان ہر دو میں بعض مضامین ہمنے لکہے تہے۔ مگر ان مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تہا۔ اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکہلانیکا کوئی خیال نہ تہا۔ دو جلدیں براہین احمدیہ کی میں لکہہ چکا تہا اور اس وقت تک مجہے خبر نہ تہی جبکہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ الرحمٰن علم القراٰن۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ اسی براہین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بہی درج کیا ہے کہ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ اور اسی کے ساتہہ ہم نے حضرت عیسٰے کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو پرانا عقیدہ تہا۔ کہ مسیح آسمان پر ہی اس سے دیکہنے والوں کیواسطے یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افترا کے ساتہہ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افترا کرنیوالا ہے وہ تو اول ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے اسمیں بہی خداتعالیٰ کی ایک مصلحت تہی کہ ہم نے ایسا لکہدیا۔ تاکہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہو جاوے۔ پہلے سے ہی براہین کے اندر ایک تناقض ہوگیا اور ہم خود بہی اس تناقض کو نہ سمجہ سکے۔ یہ خداتعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تہی۔

کوئی اور نشان فرمایا گذشتہ دنوں میں خداتعالیٰ بہت سے نشانات دکہا چکا۔ جنمیں سے بعض کتاب حقیقۃ الوحی میں بہی درج ہوچکے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور نشان کی طیاری ہو رہی ہے۔ تاکہ اپنا اور دوں کے ایمان اور قوی ہو جاویں۔ ہر ایک نشان جو ظاہر ہوتا ہے اس سے لوگوں کے ایمان قوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نشان کے ذریعہ سے ایک انکشاف تام ہو جاتا ہے۔ جب آدمی اچہی طرح سے معلوم کرلیتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کس بات میں راضی ہے اور کس دین کے حق میں وہ اپنے نشانات زبردست دکہاتا ہے۔ تب انسان اس دین کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتہ اسکی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ نشانات کے ذریعہ سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ جماعت کے واسطے خداتعالیٰ نے یہ ایک عمدہ راہ نکالی ہے جب خدا کی فرمائی ہوئی باتیں پوری ہوتی ہیں تو دلکو سرور اور خوشی ہوتی ہے۔ انسان خداتعالیٰ کی نعمت سے سیراب ہو جاتا ہے اور اسکا یقین بڑہتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے اختیار کرنے میں مینے کوئی غلطی نہیں کہائی مگر یہ مت خیال کرو کہ غلطی کے نہ کہانے میں تمہاری کوئی بہادری ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بہی خداتعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ تمنے غلطی نہیں کہائی ورنہ بڑے بڑے فاضل اور مولوی لوگ اس جگہ ٹہوکر کہا گئے ہیں۔ +

عربوں میں علمی ترقی کا اظہار

علم کا انحصار کسی خاص قوم یا زبان یا مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ باشندگان عالم کے درمیان بوجہ مساوات وہ پھیلا ہوا ہے۔ تمام بقیہ ان لوگوں سے جنکو کسی علم میں درک حاصل ہوتا ہے اقتباس کرتے ہیں اور اپنی علوی تربیت اور رابطہ اتحاد کے بڑھانے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح سے کہ عیش و فارغ البالی دست بدست گردش کرتی رہتی ہے اسی طرح علم بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں جاتا رہتا ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کیا علمی ورثہ حاصل کرتی رہتی ہے اسی وجہ سے کوئی قوم نقل اور ترجمہ سے بے پرواہ نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران نے ہندوستان سے۔ رومیوں نے یونان سے۔ یونانیوں نے مصر سے۔ عربوں نے یونان اور فارس سے۔ اور یورپ نے عرب یونان وروما سے علمی سرمایہ حاصل کیا ہے۔ کسی دوسری قوم کے علم کے اخذ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے ملک کی زبان میں تاریخ ادب۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ طب۔ مذاہب۔ صنعت کے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا جاسکے۔

آجکل جو ہم اپنے زمانے میں اس کثرت سے علوم وفنون کی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو دنیا اور اس کے باشندوں کی سعادت وخوشی حقیقی کی موجب ہو رہی ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ مدت دراز کے تجربہ قدیم اقوام کا نتیجہ اور ان کے نقل کیا لات کا نمونہ ہیں۔ جس سے قومیں بنیں بگڑیں اور مٹ گئیں۔ ان کے علوم واخلاق کا کچھ حصہ بذریعہ تراجم ہم تک پہونچا اور کچھ حصہ ان کے جسم کے ساتھ پیوند خاک ہو گیا۔ ٹھیک یہی حال زبان اور خیال کا حال ہے کہ ابتدا میں اس کے اصول دائرہ وتربیت مختصر تھے مگر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیل گئی۔ وہی حال علم کا بھی ہے کہ زمانہ اور قوم کی ترقی کے ساتھ وہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی جانشین بنتی جاتی ہے۔

جب عربوں کے فتوحات کا سلسلہ ایک حد پر رک گیا اور وہ دنیا کے بیشتر حصہ میں پھیل گئے۔ اور ان کی زبان نے وسعت اور وقعت حاصل کی تو انہوں نے نظام مملکت اور پالیٹکس کی طرف توجہ کی جس میں دوسری گزشتہ قوموں کی تقلید لازمی سمجھی گئی کیونکہ عربوں نے معلوم کر لیا تھا کہ قوم وملک کی بقا اور بہتری کی کفیل علم سے بڑھکر اور کوئی دوسری شئے نہیں ہو سکتی اور اس مقصد میں کامیابی بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ دوسری اقوام سے نقل کریں۔ مسلمانوں میں علمی ترقی کا شوق کیونکر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت رسول پاک نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی زبان سیکھے اور بعضوں کو ہجرت کے زمانہ میں حبشہ کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کا ذکر طول طویل ہے جنہوں نے ایرانیوں کی جماعت میں سے نکلکر اسلام قبول کیا اور عربی زبان کو اپنی مادری زبان بنالی اسی طرح سے وہ عرب بھی بکثرت دریافت ہو سکتے ہیں جنہوں نے فارسی زبان میں درک حاصل کیا مگر یہ کوئی اہم بات نہ سمجھی جاسکے گی ہم کہتے ہیں کہ ترقی کا آغاز یہی تھا چونکہ قوم امی تھی اس لئے عرصہ تک علمی مشاغل کتابوں کی صورت میں مدون نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے بعد مذہبی مشاغل میں انہماک ہوا اور چونکہ اس بارے میں وہ فرد تھے اس لئے کسی دوسری قوم سے استفادہ کی حاجت نہ تھی۔

عربی زبان میں پہلی کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف اہرن بن اعین تھا۔ جسے عمر بن عبدالعزیز نے کسی کتب خانہ سے حاصل کیا تھا چالیس دن تک اس نے اسے اپنے بحفاظت رکھا اس کے بعد عام مسلمانوں کے روبرو پیش کیا۔ خلفائے عباسیہ میں منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے تراجم کتب کی طرف توجہ کی۔ اسکی پیروی جعفر برمکی اور چند دوسرے ہوشیار لوگوں نے بھی کی لیکن ماموں نے جو توجہ ادہر کی وہ بے نظیر تھی۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے صدر اسلام میں انہیں موجودہ علموں پر قناعت کی جو انکی زبان میں تھے جنہیں مذہبی اور علمی علم ممتاز ہیں۔ یہ دونوں علم ایسے ہیں کہ عربوں کو دوسری قوموں کیطرف نظر دوڑانے کی ضرورت نہ تھی۔ مذہب تو انہوں نے ایک جدید اختیار ہی کیا تھا اسکی تعلیم وتہذیب اور انفسیاط قواعد میں مصروف رہے رہی طب وہ ایک ایسا ضروری علم ہے جس سے کوئی معمولی سی معمولی قوم بھی خالی نہ ہے اور نہ تھی۔ یہ حال عربوں کا دولت بنی امیہ کے عہد تک باقی رہا لیکن جب حکومت ہاشمی خاندان میں منتقل ہوئی تو علمی بیداری کا آغاز ہوا۔ سوتی ہوئی طبیعتیں جاگ اٹھیں۔ اور علمی سررشتہ کیطرف عام میلان پیدا ہو گیا۔ خلیفہ ثانی ابوجعفر منصور خود علم فقہ میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی علم فلسفہ نیز علم ہیئت سے اس کو ازبس رغبت تھی۔ علمی ترقی کا آغاز اسی کے عہد سے سمجھنا چاہئے۔

اس کے بعد قاضی موصوف لکھتے ہیں کہ جب عبداللہ ماموں کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے دادا منصور کی کارروائی کی تکمیل کی۔ شہنشاہ روم سے علمی کتابیں طلب کیں اور اپنے یہاں مترجموں کی ایک قابل اور بڑی جماعت مہیا کر کے عربی زبان کو مالا مال کر دیا۔ اس کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ علوم کی تحصیل کریں۔ ماموں کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ وہ گھنٹوں اہل علم سے تخاطبہ کرتا تھا اور مختلف مسایل پر کھلا کے بحث کیا کرتا تھا علما کی جماعت کی بڑی توقیر اسکی نظروں میں تھی۔

باشبہ ماموں کی توجہ علم کی طرف جیسی تھی اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں ہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ تمین سو مترجموں کا مجمع اس کے پایہ تخت میں تھا جن کو خلیفہ نے دوسرے ممالک سے بصرف زر کثیر بلوایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس علمی کمیٹی کے ممبروں کے مذہب ومعتقدات سے کچھ بحث نہ تھی۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ مذہبی تعصب پس پشت ڈال دیا جائے اور یہ کمیٹی خالص علمی رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں اس کمیٹی کا ایک عام جلسہ ہوتا تھا جس میں علما اور ادبا کے سامنے تراجم پیش کئے جاتے تھے اور بڑی رد و قدح کے بعد جو مناسب سمجھا جاتا تھا رکھا جاتا تھا ورنہ کاٹ دیا جاتا تھا کمیٹی کا کام صرف ترجمہ ہی کرنے کا نہ تھا

تالیفی اور فلسفی مصطلحات کی وضع کرنا بھی تھا جس سے عربی زبان اس وقت تک بالکل خالی تھی۔ درحقیقت مصطلحات کا وضع کرنا ایک بہت بڑا کام تھا اور نسبتاً ترجمہ سے یہ کچھ کم دشوار نہ تھا۔ اس کام کے انجام دینے میں مامون سب سے زیادہ خرچ کرتا تھا۔

لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کتاب کو کئی پہلوؤں سے مزین نہ کریں اس کے مصنف کی عزت ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتی خواہ وہ ترجمہ ہو یا اور کوئی دوسرے کے مضامین کا چربہ ہو۔ یہ مسئلہ مسلم شدہ ہے کہ مصنفوں اور مترجموں کی قابلیت میں اگر تفاوت کیا جاوے تو مساوات کا درجہ لازمی طور پر قائم کیا جاوے گا۔ جن لوگوں نے دوسری علمی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا ان کی لیاقت اور قابلیت ہزاروں مصنفوں اور مولفوں سے بڑھکر تھی۔ بایں وجوہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان نامور مترجموں کا جن کا پتہ چلتا ہے ذکر ناظرین کے سامنے پیش کریں۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر قدیم و جدید مترجمین کے شمار میں غیر مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے شاید اس میں بھی یہ نکتہ ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر آسمان سے علم نازل ہوتا تو اہل فارس میں سے کوئی جماعت اسکی مستحق ہو جاتی۔ زیادہ تر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے علمی کاموں کی تقسیم کر لی تھی اور ان کے علماء نے اپنے ذمہ علوم دین کی تدوین و ترتیب رکھی تھی اور زبان کی بحث میں بھی بکثرت حصہ لیا اور علمی اشتغال کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جنمیں اکثر ذمی لوگ شامل تھے۔

قدیم کتاب کیمیا کا ترجمہ اصطفان نے کیا۔ یہ پہلی کتاب تھی جو اس فن میں ترجمہ کی گئی۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ماسرجویہ سریانی نے اہرن بن اعین کی مصنفہ کتاب کا ترجمہ کیا۔ یہ شخص منصور کے عہد حکومت میں تھا اسکی قابلیت دیکھکر منصور نے ترجمہ کے واسطے مقرر کیا تھا کہ قدیم علوم کے ذخائر تلاش کرکے عربی زبان میں نقل کرے۔ اس کا بیٹا ابو زکریا یحییٰ بھی ایک مترجم تھا جس نے بہت سی کتابوں کے ترجمہ میں بھی بڑی محنت کی۔ حنین بن اسحق پہلا وہ شخص ہے جس نے رومی علوم کو سریانی میں اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ حنین بن اسحق سریانی، عربی، رومی، فارسی زبانوں میں بڑی مداخلت رکھتا تھا متوکل نے اسے مترجموں کا ہیڈ مقرر کیا تھا۔ ہر ایک ترجمہ کی تصحیح اور کانٹ چھانٹ اسی کے متعلق تھی۔ اصطفان بن بسیل، موسیٰ بن خالد ترجمان وغیرہ جس قدر مترجم تھے ان سب مترجموں کا کام وہی دیکھتا تھا۔ اگر یہ کہا جاوے تو کچھ مبالغہ نہیں کہ تمدن اسلام کے زمانہ میں علوم قدیمہ سے عربی میں جسقدر علمی ذخیرہ لایا گیا اس کا ایک ربع حصہ حنین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس نے جسقدر ترجمہ کیا نہایت پاک و صاف اور اس کی بڑی وجہ یہی کہ وہ مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔

حنین کے دو بیٹے تھے ایک کا نام داؤد اور دوسرے کا نام اسحق تھا۔ ان کی تعلیم کے لئے طبی کتب کا ترجمہ اکثر حنین نے کیا جالینوس کے رسائل کل کے کل ترجمہ کر ڈالے اسحق کو بھی علم طب میں بڑی مداخلت تھی اس فن میں اسکی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ لیکن زیادہ تر اسحق کی توجہ فلسفی کتب کیطرف تھی۔ اپنے باپ کی طرح اس کو بھی متعدد زبانوں میں کامل مداخلت تھی۔

وفرقہ، عموریہ اور دیگر بلاد روم سے ہارون رشید نے علمی کتابیں منگوائی تھیں۔ اور یوحنا بن ماسویہ کو ترجمہ کا معتمد بنایا تھا۔ جرجیس ابن جبرئیل پہلا وہ شخص ہے جس نے منصور کے حکم سے کتب طبیہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ حبیش اعسم اور اس کا شاگرد نافل دونوں حنین کے ساتھ کام کرتے تھے۔ عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم کے ترجمہ حنین کو بڑا پسند تھا اور بار بار اسکی قابلیت کی تعریف و توصیف کی تھی۔ قسطا بن لوقا بعلبکی بھی مترجموں میں بڑا ہوشیار تسلیم کیا گیا تھا اور حکمت کے اصناف میں اس کو بڑی مہارت تھی۔ ایوب المعروف بہ ابرش نے بھی بڑا نام پیدا کیا اور حنین سے اس کا ترجمہ کسی طرح کم نہ تھا۔ ہارون کے زمانہ میں سلام ابرش نے بڑی شہرت پائی۔ ابو نصر یاری بن ایوب، ابن رابطہ، بنوقلی، نعلی، عیسیٰ بن نوح، تویری، ورایح، راہب، ہیلاتون، صیدلہ، ثابت بن قیع بھی مترجموں میں شریک تھے۔ ابو حسب اور سمعان نے بطلیموس کی جنتری کا ترجمہ محمد بن خالد برمک کے حکم سے کیا تھا۔ ابو عمر یوحنا بن یوسف کاتب تھے۔ آل نوبخت نے فارسی زبان کی بڑی خدمت کی۔ فضل بن نوبخت نے حکمت کی کتابوں کو بیشتر فارسی زبان میں نقل کیا۔ موسیٰ اور یوسف بن خالد نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ مترجموں کی لمبی فہرست کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی طرف بکثرت لوگوں کی توجہ تھی اور جس سرگرمی سے دوسری زبانوں سے کتابیں لی گئیں اسی طرح فارسی سے بھی عربی زبان میں بکثرت کتب کا ترجمہ کیا گیا۔ جو لوگ اس کام میں معروف تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

علی بن زیاد تمیمی۔ سہل بن ہارون۔ بلاذری۔ احمد بن یحییٰ۔ جبلہ بن سالم کاتب ہشام۔ اسحق بن یزید۔ محمد بن بہرام بن مطیار اصفہانی۔ فتح بن علی بنداری۔ عبداللہ بن علی۔ ابو حاتم بلخی۔ محمد بن جہم۔ ہشام بن قاسم۔ موسیٰ بن عیسیٰ کردی۔ زادویہ ابن شاہویہ اصفہانی۔ بہرام بن مرداشاہ۔ عمر بن فرخان۔ جس طرح حنین بن اسحق، یعقوب بن اسحق کندی، ثابت بن قرہ حرانی مشہور و ممتاز مترجموں میں سے ہوگذرے ہیں۔ اسی طرح عمر بن فرخان نے بھی اپنی قابلیت کا سکہ جمایا۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عمر کا درجہ مذکورہ لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا۔

علی بن ابراہیم دہکی کی، ہاشمی، حسن بن بہلول اوانی۔ ابو البشر متی، نفیسی، مراحی نے سریانی زبان سے ترجمہ کیا۔ اسحق بن سلیمان کا وار یشوع مددگار تھا۔ اسی طرح ابراہیم بن بکس، علی بن ابراہیم، ادریس بن قاسم نے بھی بڑی مدد کی ایسا غوجی موغالذکری کے ترجمہ سے ہے۔ منکہ ہندی، ابو ریحان بیرونی، ابن دہن نے سنسکرت زبان سے ترجمہ کیا۔ ابن وحشی نے کلدانی زبان سے اور سعید فیومی نے عبرانی زبان سے ترجمہ کیا۔ ابو علی عیسیٰ بن زرعہ یعقوبی منطقی بھی ترجمہ کے باب میں نہایت مشہور تھا اس کے تصانیف بھی بکثرت ہیں۔

سیف الدولہ ابن حمدان کے طبیب عیسیٰ رقی نے طبی کتاب کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اسی طرح ماسرجین طبیب

عیسےٰ بن ماسرجیس نے بھی طب پر بڑا احسان کیا - شہدی کرخی اور ابن شہدی متوسط درجہ کے مترجم تھے - ابن ایاہ نے آخر عمر میں بڑا نام پیدا کیا - ابن جلجل اور ابو عبداللہ صقلی بھی بہت مشہور تھے -

ماموں کے حکم سے اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ حجاج ابن مطر نے کیا - ثابت بن قرہ حرانی نے بعد میں اس کی تصحیح کی - حبیب بن بہریز نے بھی حسب الحکم ماموں بہت سی کتب کا ترجمہ کیا - ابوالخیر حسن بن سوارا اور ابوالفرج ملکی - یحییٰ بن عدی یعقوبی نے سریانی سے عربی میں زیادہ کتب کا ترجمہ کیا - عبداللہ بن علی فارسی نے فارسی سے اور عبداللہ بن مقفع نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا -

حسن ثابت بن قرہ نے جسقدر سریانی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ کیا وہ نہایت اعلےٰ اور معقول درجہ کا ہے اس کے شاگرد عیسےٰ بن سید نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا - ایک رومی راہب نظیف نامی نے یونانی سے خاصکر ترجمہ کرکے بڑا مواد جمع کیا -

عبدالمسیح بن عبداللہ ناعمی حمصی متوسط درجہ کا مترجم تھا - تاہم جسقدر کام کیا اچھا کیا ابن ناجہ دہی عبدالمسیح ہی کے رتبہ کا مترجم تھا - ہلال حمصی کا ترجمہ نہایت صحیح ہوتا تھا مگر اس کے الفاظ ترجمہ کے مبتذل ہوتے تھے - اسی طرح فیثون غیر زبانوں کا ماہر تھا - مگر عربی زبان کا علم بہت معمولی تھا - ابونصر بن ناری نے بہت ہی کم ترجمہ کیا جس کا شمار مترجموں میں کرنا مشکل ہے - بسیل مطران کا درجہ ابوالفر سے بڑہکر تھا جس کی کوشش صحت کیطرف بہت تھی - متوسط طبقہ کے اکثر مترجموں کے نام یہ ہیں -

اسطاث - ہیرون بن رابطہ - ابراہیم بن صلت - ثابت - یوسف تلمیذ - عیسےٰ بن مہربخت - ایوب - رہاوی - ابویوسف - یحییٰ بن بطریق - تدرس سنقل - ابوسعید عثمان دمشقی - منصور بن باناس - عبد یشوع بن بہریز - ابراہیم بن بکس -

جسقدر مترجموں کے نام ہم نے بہم پہونچائے ہیں وہ اپنے اسی ترجمہ سے گزر اوقات کرتے تھے اور امراء اور روساء کی خدمت میں اپنے تراجم پیش کرتے تھے - یعقوب بن اسحٰق کندی مشہور فلاسفر عرب کا نام البتہ اس زمرہ سے خارج ہے - اس نے رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ترجمہ کو نہیں قرار دیا - جسقدر ترجمہ کیا خود اپنے ہی لئے کیا -

جن امراء اور خلفا نے مترجموں کی ہمت بڑہائی اور ان کے کاموں کی قدردانی کرکے ترجمہ پر ایک کثیر جماعت کو آمادہ کیا انکا نام کسی طرح سے مترجموں کی شہرت اور لیاقت سے کم درجہ پر نہیں رکھا جاسکتا - عمر بن عبدالعزیز - خالد اموی - منصور - رشید - ماموں - متوکل کا نام نہایت اور عزت سے لیا جائے گا جنہوں نے بڑی دریا دلی سے فن ترجمہ کو ترقی دی -

جعفر برمکی اور اس کے خاندان کے اکثر ممبر نقل وتعریب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے - ہندوستان کا مشہور حکیم منکہ اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ساتھ تھا - وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرتا تھا - شیر خیوع بن قطرب مترجموں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہروقت آمادہ رہتا تھا - صرف یہی نہیں کہ وہ کتابوں کو مہیا کرتا تھا بلکہ مترجموں کے لئے صرف کثیر برداشت کرتا تھا - محمد بن موسےٰ منجم جو ریاضی نجوم کے فن میں شہرۂ آفاق تھا حنین کے ساتھ بڑا احسان کرتا تھا - ابوسلیمان منطقی سجستانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ شاکری خاندان کے اکثر ممبروں نے حنین محمد - احمد - حسن زیادہ مشہور ہیں - مترجموں کی بڑی خدمت کی - حنین بن اسحٰق - حبیش بن حسن - ثابت بن قرہ ماہوار پانچ سو اشرفی پاتے تھے -

خلیفہ ماموں کا ایک ہمنشین علی بن یحییٰ نہایت فیاض منش واقع ہوا تھا - خصوصاً علم طب سے اس کو بڑی دلچسپی تھی - تاذرس راہب نے بھی فن طب سے بڑی دلچسپی ظاہر کی تھی اور طبی کتب کا بڑا ذخیرہ اس نے فراہم کیا تھا - محمد بن موسےٰ بن عبدالملک نے عیسےٰ کے لئے بہت سی کتابیں طب کی ترجمہ کیں - اور عیسےٰ بن یونس نے جو علماء عراق میں بے مثل تھا یونانی علوم سے بہت کچھ اخذ کیا جس کے ساتھ وہ بہت شفقت رکھتا تھا -

شہر فیوم کا حاکم علی نامی تھا مگر وہ اپنی فیاضی اور نیکی کی وجہ سے فیوم ہی کے نام سے مشہور ہوا - اس کو بھی علمی معاملات سے گہری دلچسپی تھی احمد بن معروف نے اسکی سخاوت سے بڑا فائدہ حاصل کیا - علی مترجموں کے حق میں آب رحمت تھا - ابراہیم بن محمد ابن موسےٰ یونانی تراجم کے لئے نہایت مشہور تھا - اسی طرح عبداللہ بن اسحٰق نے بھی بہت سی کتابیں جمع کی تھیں - محمد بن عبدالملک ہزاروں اشرفی ترجمہ کے لئے صرف کرتا تھا - اس کے نام سے اکثر کتابیں ترجمہ کی گئیں - یوحنا بن ماسویہ - جبرئیل بن بختیشوع - بختیشوع بن جبرئیل - داؤد بن سرابیون - سلمویہ بن سان - یسع - اسرائیل بن زکریا - حبیش بن حسن کی اس نے بڑی قدردانی کی تھی -

یہ قدیم مترجموں کے نام تھے جو تفصیل کے ساتھ اوپر لکھے گئے - تیرہویں صدی ہجری کے وسط سے یورپ کے اکثر علماء ادہر متوجہ ہوئے ہیں - ان کی کوششوں سے بہت نایاب کتب کا پتہ چل گیا ہے - درحقیقت اگر یورپ اسلامی علوم سے دلچسپی نہ لیتا تو ہم بہت کچھ اپنے اسلاف کے کارنامے گم کر دیتے -

(ترجمہ المقتبس قاہرہ) صدیق احمد -

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑہنا ہرایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیساکہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے -

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان -

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ڈائری

۱۵۔ اگست بروز جمعرات۔ بعد از نماز ظہر ایک شخص نور محمد نامی نے بیعت کے واسطے عرض کی۔ فرمایا عصر کے وقت کر لینا۔

عصر کے وقت جب حضرت تشریف لائے تو وہ شخص بیعت کے لئے آگے بڑھا حضرت نے فرمایا جس جس نے بیعت کرنی ہے آجاوے چونکہ جگہ تنگ اور لوگ زیادہ تھے حضرت نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دو۔ بیعت کے بعد حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا آپ ملتان کے ہیں۔

شخص۔ حضور ملتان سے۔ حضرت۔ خاص ملتان کے ہیں یا گرد نواح میں۔

شخص۔ حضور امیر پور ایک گاؤں تحصیل کبیر والہ میں ہے۔ وہاں بڑے بھاری مخالف ہیں۔ حضرت۔ اس طرف بھی بارش ہوئی ہے۔ شخص۔ حضور اس طرف کم بارش ہوئی ہے۔ حضرت۔ اس طرف بارش ہمیشہ کم ہی ہوا کرتی ہے اس طرف لوگوں کی صحت تو اچھی ہوگی کوئی بیماری تو نہیں ہوگی۔ شخص۔ بیماری کم ہی ہے۔ حضرت۔ اس طرف تو اس سلسلہ کی مخالفت کثرت سے نہیں۔

شخص۔ بہت لوگ مخالف ہیں۔

اس پر حضرت نے فرمایا۔ عادت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جس سلسلہ کو خدا تعالےٰ خود قائم کرتا ہے اسکی سب سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے جس سلسلہ کی مخالفت نہ ہو یا اگر ہو بھی تو بہت کم ہو وہ سلسلہ سچا سلسلہ نہیں ہوتا سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ اسکی بہت مخالفت ہو۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعویٰ نبوت کیا تو کمبخت مخالفوں نے بہت شور مچایا اور بڑی مخالفت کی۔ مگر جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا تو سب آپس میں مل جل گئے کسی نے مخالفت نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان جھوٹے کا دشمن نہیں ہوتا سچے کی مخالفت میں سب اپنا زور لگاتا ہے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم کے ہمسائے تک سب دشمن ہو گئے۔ کیا عالم اور کیا جاہل سب کے سب مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے یہانتک کہ جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا وہ بھی دشمن ہو گئے۔ آجکل بھی یہی حال ہے ہر ایک نے مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے بڑے بڑے جرائم پیشہ اور بدکار لوگ ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو دنیا طلبی کے ہی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اور پہلے سے ہی کبھی دین کا نام نہیں لیتے ہر وقت زمینداری اور ملازمت میں ہی مست رہتے ہیں اور دین کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے اور مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے وہ ہماری مخالفت کرتے اور ہمارا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر تمام دنیا سے بدتر ہوں تو میں ہی ہوں۔ سو ایسے لوگوں کا فیصلہ تو اب خدا خود کرے گا۔ ایسوں کو کیا جواب دیا جاوے۔ ان کا فیصلہ تو خدا کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بہت گندوں اور شرارتوں کا ذکر نہیں کیا گیا صرف اشارات ہی پائے جاتے ہیں مثلاً ایسے لوگوں کی بابت کہا ہے کہ وہ ہمارے نبی صلعم کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو شور ڈالا کرو اور تالیاں بجایا کرو اور پھر بعض لوگ ایسے ہی تھے جنکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ پ ۱ اور ایسے لوگ بہت پائے جاتے تھے جو دوسروں کو کہتے تھے کہ جھوٹے طور پر بیعت کر آؤ اور پھر کہو کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کوئی بات نہیں وہ تو دوکانداری ہے اور پھر مرتد ہو جاؤ۔ اللہ پھر ایسے لوگوں کو جو بیعت کر کے پھر جاتے تھے پیش کر کے کہتے تھے کہ دیکھو یہ تجربہ کار لوگ ہیں۔ مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ محض جھوٹا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی چند آدمیوں نے ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پہلے جھوٹے طور پر یہاں آکر بیعت کی پھر بعد ازاں یہاں سے جا کر چھپوا دیا کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کچھ بھی نہیں ہم بھی مرید ہوئے تھے سب پتہ لیا محض دھوکہ بازی ہے۔ بیوقوف اتنا نہیں جانتے کہ آخرکار کام تو وہی ہو کر رہے گا اور وہی بہر صورت پورا ہو کر رہے گا جو ارادہ الٰہی میں ہے۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ جہاں ہماری مخالفت میں زیادہ شور اٹھا ہے وہاں ہی زیادہ جماعت تیار ہوئی ہے۔ جہاں مخالفت کم ہے وہاں ہماری جماعت بھی کم ہے۔

ایک شخص نے سلسلہ تقریر میں عرض کی کہ اگر کوئی حقیقۃ الوحی کو خدا کے خوف سے پڑھے تو ضرور مان لیوے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا خوف انہیں رہا ہی کہاں ہے خدا کا خوف ہوتا تو ہماری مخالفت ہی کیوں کرتے۔ خدا نے اتمام حجت کر دی۔ ہماری تائید میں بڑے بڑے نشان دکھائے گئے مگر ان لوگوں کا کیا کیا جاوے۔ اتنے نشانات میں کسی کی نظیر تو پیش کریں اور نشان جانے دو ان سے کوئی پوچھے کہ ۲۶۔ ۲۷ سال ہمیں دعویٰ کئے گذر گئے۔ اور ہزاروں نشانات ہماری تائید میں ظاہر ہوئے کسی ایسے جھوٹے کی نظیر تو پیش کرو جس نے خدا پر افترا کیا ہو اور اتنی مہلت اور نشانات اسکی تائید میں دکھائے گئے ہوں خدا نے اسکے مخالف ہلاک تباہ اور ذلیل کر دیئے ہوں حالانکہ خدا جانتا تھا کہ وہ مفتری ہے۔

بھلا کوئی نظیر تو دو سنت اللہ اسی طرح سے ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے تو عبد الحکیم وغیرہ کی طرح بعض لوگ الہام کے دعویدار بن بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی رسول ہیں۔ مگر ایسے دعوے کرنے والے ہمیشہ بعد میں ہوتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعوے کر لیا اور اسکی اچھی طرح سے شہرت ہو گئی تب مسیلمہ کذاب وغیرہ نے بھی دعویٰ کر دیا۔ ایسا ہی ہمیں بھی ۲۶۔ ۲۷ برس دعوے کئے گذر گئے تو ان لوگوں کو بھی دعوے یاد آگئے مگر یاد رکھو کہ سچے کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعوے کرتا ہے وہ کسی کی ریس نہیں کرتا۔ ابوسفیان وغیرہ جب کفر کے زمانہ میں قیصر کے پاس گئے تو اس نے ان سے بھی پوچھا تھا کہ محمد (صلعم) سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب اس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرنیوالا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ ریس کرتا ہے۔

ابتداءً دعوے کرنا یہ سچے کی شناخت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ دیکھو ۲۶۔ ۲۷ برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں تو ایک بچہ بھی پیدا ہو کر باپ بن سکتا ہے۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ

ہمارے ضلع میں اس تحصیل کی جماعت سابق بالخیرات ہے۔ جب میں نے سہ ماہی جلسوں کی تحریک کی۔ تو سب سے پہلے اسی جماعت نے میری تجویز کو لبیک کہا تھا آخر وہ پودا پھل لایا اور تمام ضلع کے مشہور مقامات میں پر رونق جلسے ہوئے جن کا قومی بیداری پر اچھا اثر ہوا اور غیر احمدیوں پر بھی اتمام حجت ہوئی۔ اس کے بعد جب دوبارہ کمیٹیاں بنانے کی تجویز الحکم میں شائع ہوئی تو سب سے اول اس جماعت نے جلسہ کر کے کمیٹی منعقد کی۔ اس کے بعد اب ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کو موضع ہیلاں میں جلسہ ہوا۔ تا کہ اس تحصیل کے سب بھائی جمع ہو کر کمیٹیوں کے قومی انتظام کے متعلق باہمی مشورہ سے ایک ضابطہ بناویں اس جلسہ میں عاجز (اکمل) کو بھی مدعو کیا گیا تھا بلکہ حسن ظن سے گھوڑی بھی بھیجی گئی مگر افسوس کہ ایک طرف میں دارالامان جانے کے لئے تیار دوسری طرف مجھے بخار ہو رہا تھا ندامت کے ساتھ معذرت کی اور اپنی بجائے پیارے بھائی غلام رسول (راجیکی) کو تکلیف دی انہوں نے مہربانی سے اس تکلیف کو گوارا فرمایا۔ جزاہ اللہ۔ ۱۶ تاریخ سے مہمان آنے شروع ہو گئے۔ ملک مولا بخش صاحب کا گورالی سے تشریف لانا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے برادر امام الدین صاحب رنگلی سرحد ریاست جموں سے اور مولوی ابراہیم ملوانال سے اور جماعت احمدیہ مونگ و سعد اللہ پور سے شدت گرمی میں تشریف لا کر رونق افزائے جلسہ ہوئے اور عین دوپہر کے وقت جماعت رجوعہ و لالہ پنڈی کے بزرگ تشریف لائے۔ جماعت ہیلاں نے جو صرف تین چار آدمی ہیں سب کا فراخدلی سے خیر مقدم کیا۔ نماز جمعہ مولوی صاحب راجیکی نے پڑھائی اور سورۃ نور کا دوسرا رکوع پڑھ وعظ فرمایا۔ انفاق فی سبیل اللہ اور کونوا مع الصادقین کی ضرورت کو سمجھایا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کو عملی صورت میں لانے کی ہدایت کی نماز جمعہ کے بعد ملک صاحب نے افتتاح جلسہ کیا۔ اور مختصر تقریر ضروریات قوم پر فرمائی۔ اس کے بعد پیر برکت علی صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ جماعت احمدیہ تحصیل پھالیہ میں چونکہ جماعت کم اور ناخواندہ ہے اس لئے ایک ہی کمیٹی کافی ہے۔ اور بعض بزرگوں کو دو دو عہدے دیئے جائیں حکیم علی احمد صاحب میر مجلس و ناظر ہوں۔ مولوی فضل الرحمن صاحب صدر محاسب و امین اور رنگل میں پیر برکت علی سعد اللہ پور میں مولوی غوث محمد مونگ میں میاں امام الدین رجوعہ میں حکیم نور احمد محاسب مقرر ہوں۔ سوئم۔ ایک رجسٹر حسب ہدایت صدر انجمن تیار کیا جائے۔ چہارم۔ ایک ایک رسید کی رجسٹر دیا جائے جس پر چندہ جمع کر کے امین کے پاس جمع کرائیں۔ اور ایک رجسٹر امین کے پاس ہو۔ جس میں مفصل آمد و خرچ کا حساب ہو۔ اور ایک رجسٹر ناظم اپنے پاس رکھے جس میں تمام اخراجات کا حساب ہو۔ اور ناظر صاحب ماہواری رجسٹر کو ملاحظہ کیا کریں۔ پنجم۔ ہر احمدی اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے جو کہ حسب توفیق چندہ دے۔ ششم۔ یہ کہ ہر جگہ کی جماعت تعلیم الاسلام کی ضروریات کے لئے ہر گھر میں ایک برتن پر فی سبیل اللہ کا ٹکٹ لگا کر رکھا جائے جس میں آٹا گوندھنے کے وقت ایک مٹھی آٹا ڈالا جائے اور محاسب ہفتہ وار جمع کر کے فروخت کرتا رہے۔ اور ماہوار امین کے پاس جمع کرایا کرے ان سب تجاویز کی ملک صاحب نے تائید کی اور تمام احمدی حاضرین نے بالاتفاق منظور کیں۔

اس کے بعد چندہ وصول ہونا شروع ہوا ۱۴ جو بصیغہ رسد دارالامان میں بھیجا گیا۔ نماز عصر کے بعد مولوی غوث محمد نے جوش کے ساتھ سادہ طرز پر سورۃ حشر کے تیسرے رکوع پر وعظ فرمایا اور برادر امام الدین صاحب نے ضلع گجرات کے لئے ایک واعظ کی ضرورت پر زور دیا جو کہ قوم کو تقوےٰ و طہارت اور عملی رنگ میں اپنے تئیں نمونہ بنانے اور ضروریات قومی کی تحریک کرتا رہے۔ اس کے بعد عاجز کا مضمون پیر برکت علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام اخیر رپورٹ میں درج ہے۔ نماز مغرب کے وقت سب بھائیوں کے لئے دعا کی گئی۔ جماعت ہیلاں نے تمام مہمانوں کی خاطر و تواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور اپنی مقدار سے زیادہ حق میزبانی کو ادا کیا مدات کو مستورات میں بھی وعظ ہوا۔ اور فرض تبلیغ کو ادا کیا گیا۔ غرض یہ نمونہ ہے گجرات کی ایک علاقہ کا میں چاہتا ہوں تمام اضلاع میں اسی طرح کمیٹیاں قائم کر کے انتظام کیا جائے۔ اخیر میں یہ کہہ دینا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ عاجز (اکمل) نے گولیکی میں کمیٹی قائم کر دی ہے اور سب کام و انتظام باقاعدہ ہو گیا ہے۔ اب میں اس فکر میں ہوں کہ صدر کمیٹی ایسی جگہ ہو جہاں سب کام ایک خاص نظام کے ساتھ ہوتا رہے چھوٹے چھوٹے جلسوں کا قیام میرے خیال میں بہت ضروری ہے۔ اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات۔

اکمل کا پیغام۔ اپنے بھائیوں کی خدمت میں

میرے پیارے بھائیو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ایک باغبان جس نے زمین کو جوتا۔ درست کیا۔ صاف کیا پھر اس میں تخم ریزی کی۔ پودے نکلے اور وہ چلا گیا پھر جب اس کے پھلنے پھولنے کی خبر سنیگا۔ تو کیا خوشی سے پھولا نہ سمائیگا۔ میں جب سنتا ہوں کہ مضمون کے گروہ میں شامل ہونے کیلئے تم لوگوں نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے تو بخدا نہایت ہی خوش ہوتا ہوں اگرچہ بعض معذوریوں بلکہ مجبوریوں کے ساتھ تمہارے جلسہ میں جسم کے ساتھ حاضر نہیں ہو سکیگا مگر میری روح تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے اور میں اپنے دل کیساتھ اپنی دعا کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شریک ہوں میری عدم حاضری کو امید ہے تم محسوس نہیں کرو گے کیونکہ جو کچھ کہنا تھا اسی چٹھی کو ذریعہ کہہ دیا۔ بلحاظ کہنے والے کے تو میں وہی اکمل ہوں اور بلحاظ سنانے والے کے میں پیر برکت علی ہوں + دوستو! زبانی باتوں سے کیا بنتا ہے اگر تم نے گھنٹہ بھر کر بیان اور آپ کا بھی وقت لیا اور عملی رنگ میں کچھ نہ کیا تو کیا فائدہ مجھے تو حضرت امام علیہ السلام کا یہ قول کچھ ایسا پسند آیا ہے کہ میں نے لمبی تقریریں ہی چھوڑ دیں۔ فرمایا جو کچھ کرنا ہے عملی رنگ میں کرو زبانی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ + سواے حاضرین جلسہ! ع میری سنو! جو گوش نصیحت نیوش ہے۔ بیع کے معنے ہیں ایک چیز دوسری کے عوض میں لینا بیعت کے معنے یکدم جو کچھ ہے مال و جان و اختیارات دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دینا جیسے فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ گویا بیعت کیوقت اپنا مال اپنی جان فروخت کر دی جنت کے عوض :۔ تم نے غلاموں کی نسبت سنا ہو گا کہ جب انہیں کوئی خرید لیتا ہے تو پھر ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا بلکہ جو کچھ وہ کماتے ہیں وہ بھی انکے مالک کا ہو جاتا ہے اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ پس اسیطرح ہم اپنے تئیں خدا کے مسیح مرزا غلام احمد ایدہ اللہ کے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہو اب تمہارا اپنے پر کچھ اختیار نہیں چاہیے کہ ہمارا ہر ایک قول ہمارا ہر ایک فعل ہمارا ہر ایک حرکت اسی کے حکم کے ماتحت اسی کی مرضی

م و منشار کو مناسب ہو اگر یہ نہیں تو پھر ہوئی ہے ہماری بیعت پھر جو کچھ کمائیں وہ ہمارا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ وہ اپنی مہربانی سے جو ہمارے گذارے کے لئے دے وہ لے لیں باقی سب اسی کا

خطرناک بدعت کی اشاعت پر کچھ اور

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ترجمۃ القرآن اردو کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور اخبار وکیل امرتسر کے مالک اور ایڈیٹر شیخ غلام محمد صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسے اشتہاروں کو جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوں نہ صرف نکال دیں بلکہ مسلمانوں کو آگاہ کریں تاکہ وہ اس ترجمہ کو خرید کر اس کی اشاعت کا موجب بن کر خسر الدنیا والآخرہ نہوں۔ شیخ صاحب باوصفیکہ لاولد ہیں نہیں معلوم چند پیسوں کا لالچ انہیں اسلام اور حمیت اسلام کے خیال کو کیوں کچل دینے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں نے اس نوٹ میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس تجویز میں کسی عیسائی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اب جبکہ واقعات کی تحقیقات کی گئی تو اصلیت معلوم ہو گئی۔ اور ایڈیٹر الحکم کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ فیض بخش پریس کا منیجر ایک عیسائی ہے جس کا نام غلام قادر ہے یہ شخص پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اخبار وکیل کے [illegible] محرر کا کام کرتا رہا۔ آخر عیسائی ہو گیا۔ اور امرتسر مشن پریس کا منیجر مقرر ہوا جب پریس مذکور امرتسر سے لاہور تبدیل کیا گیا تو منشی غلام قادر صاحب بھی لاہور چلے گئے۔ اور پریس مذکور کے بند ہو جانے پر انہوں نے فیض بخش ایجنسی لاہور میں قایم کی جس میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر فضل الٰہی (جو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے اسسٹنٹ سکرٹری ہیں) بھی شریک تھے اسی ایجنسی کے متعلق یہ پریس کی شاخ کھولی گئی ہے اور سب کاروبار فیروزپور شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے اور وہاں ہی سٹیم پریس قائم کیا گیا ہے۔ بظاہر اس پریس کا مالک کرم الٰہی نام ایک مسلمان ہے جو مسٹر فضل کا غالباً بھائی ہے اس فیض بخش ایجنسی میں عیسائیوں ہی کا کام کثرت سے ہو رہا ہے اور وہی منشی غلام قادر عیسائی اس کے منیجر ہیں کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایک ایسے کام کا مہتمم اور منیجر وہ شخص ہو جس کو اسلام سے دشمنی اور بیزاری ہے۔

اس عیسائی کی تجویز سے یہ اردو ترجمۃ القرآن بغیر متن کے چھاپا جا رہا ہے یا چھاپا گیا ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پادری عماد الدین نے جو ترجمہ کیا تھا اسی میں کچھ اصلاح کر کے چھاپا گیا ہے بہرحال ترجمہ خواہ کسی کا بھی ہو قرآن کریم کا بدوں متن چھاپنا ایک ایسی حرکت ہے جس کو کوئی مسلمان جو قرآن کریم کی تکریم کرتا اور اس کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا پسند نہیں کر سکتا۔ عیسائی مذہب پر جو آفت آئی اور جس آفت نے ان کے مذہب کی اصلیت کو کھو دیا اور خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی وہ یہی ترجمہ بدوں متن کی آفت تھی اسی نے ان کو یہ روز بد دکھایا کہ وہ آج اتنا بھی نہیں بتا سکتے کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ اور اب یہ عیسائی منیجر قرآن کریم پر اپنا ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ ان نادان اور زر پرست مسلمانوں پر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے دنیا کی خاطر دین فروشی کو پسند کر لیا۔

فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین

اخبار وکیل کے مالک اور ایڈیٹر کا فدائے قوم کہلانے کا شوق تو روز افزوں ہے اور مسلمانوں کی حمایت اور انکی بہبت کا خیال گویا ان کے بدن میں خون کیطرح دوڑ رہا ہے مگر یہ کرتوت کسی صورت میں بھی ایسی نہیں جو انہیں

دین کو بدنام کرنے اور کتاب اللہ کو خراب کرنے

کے الزام سے بری کر سکے انہوں نے محض چند پیسوں کے لالچ اور غلام قادر عیسائی کیخاطر اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچانے سے

فرق نہیں کیا

میرا خیال تھا کہ میرے پہلے نوٹ پر اخبار وکیل کے بادآجی خدا ترسی سے کام لیں گے اور اس مخرب اسلام اعلان کو اپنے اخبار سے نکال کر ندامت کا اظہار کریں گے۔ بادآجی کے مزاج میں تو صلاحیت تھی، مگر معلوم ہوتا ہے کہ یاران ہمدم نے شاید مشورہ نہ دیا ہو کہ بادآجی کیوں ہرج کرتے ہو؟

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے اخبار وطن کے ایک مخرب اسلام فعل پر کچھ لکھنا پڑا تھا اور علماء ملت نے اس کے حق میں فتویٰ بھی دیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ خاں نے اگرچہ ہٹ دھرمی اور ملاہٹ سے کام لیا تھا تاہم اپنے اس فعل کو مستحسن قرار نہیں دیا تھا اور اپنے ذخیرہ کتب بزرفتنی میں سے ان کتابوں کو نکال دیا تھا۔ مگر اخبار وکیل کی شوخ چشمی دیکھئے کہ باوجودیکہ اسے بتایا گیا ہے کہ یہ طریق اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے مگر ابھی تک اس نے ان اشتہاروں کو نہ اپنے اخبار سے نکالا ہے اور نہ اس کے لئے افسوس ظاہر کیا ہے۔ وہ اخبارات جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلنے کے لئے رال ٹپکایا کرتے ہیں اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر منہ سے جھاگ گرایا کرتے ہیں وہ اب کیوں خاموش ہیں کم از کم اہل حدیث کو اس موقع پر اپنے شہری معصر کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ الحکم اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہے گا اور وہ وکیل کے کسی جرم فروش نامہ نگار کی گالیوں سے ڈر کر رک نہ جائے گا مسلمانوں کو آگاہ کرے گا اور اخبار وکیل کی حمایت اسلام کا راز فاش کر کے رکھدے گا (انشاء اللہ)

بالآخر میں پھر وکیل کو متوجہ کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھ تو نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندہ کی اہانت کا ارادہ کیا تجھ پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ چند پیسوں کے لئے تو نے ایسا اشتہار شائع کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے دین اور دنیا کے لئے سخت ضرر رساں ہے کیا یہی وہ راز ترقی ہے جو آپ کے ایوان سے نازل ہوا ہے خدا سے ڈرو اور اس فعل سے ندامت کی ساتھ رجوع کرو۔ اور اس ترجمۃ القرآن کی مخالفت میں میرے ہم آہنگ ہو کر مسلمانوں کو آگاہ کرو ورنہ یاد رکھو

روزے داوے ہست

مختصر نوٹ

اسلام کیوں روبتنزل نہیں؟ اس لئے کہ عیسائیوں کی مذہبی مشنریاں مسلمانوں کے درمیان اپنا مذہب پھیلانے کی پورے زور سے کوشش کر رہی ہیں اور با وجود طرح طرح کے حیلوں اور دلکش فریبوں کے ان کو دن دوگنی اور رات چوگنی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ مشہور سیاح سنسن ہیڈن اپنے ایشیا کے سفرنامہ میں یوں رقمطراز ہیں کہ مجھے ایک مشنری صاحب نے کہا کہ مجھے یہاں کام کرتے دس سال ہوئے مگر ایک مسلمان بھی عیسائی نہیں ہوا۔

ایک صاحب پیسہ اخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ "اب مسلمان علما کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ہے جو علم و مذہب کی تطبیق کرتی ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے یورپین علما سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے مرض کو پہچان کر علاج شروع کر دیا ہے اس واسطے کامل یقین ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں روز بروز قوی ہوتا جائے گا" مگر یہ نہیں بتایا کہ آیا عیسائی امراض کو پہچاننے اور حاذق حکیم سے تعلیم پاکر محل اور موقع کے مطابق علاج کرنے والی صرف احمدی جماعت ہی ہے یا کہ کوئی اور بھی؟

انگریزی عہدہ دار اور سیاح مثلاً گیلٹن۔ پال گریو۔ ٹامس۔ ریڈ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ایک حبشی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ بت پرستی جنات پرستی۔ مخلوق پرستی۔ مردم خواری۔ انسانی قربانی۔ اطفال کشی اور جادوگری اس سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ وحشی کپڑے پہننے لگتے ہیں ان میں کثافت کی جگہ صفائی آجاتی ہے اور وہ ذاتی شرافت اور خودداری حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک آریہ کو بدگوئی کا سارٹیفکٹ ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار گالیاں دینے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہوا۔ اور سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے جلاوطن ہوا۔ آریوں کے لئے بدگوئی کا یہ ایک اور سارٹیفکٹ ہے کاش اب ہی سمجھیں۔ ؎

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں ہی دینا
کتوں سا کہو نا موتہ تخم فنا ہی ہے

فیصلہ قرآنی ڈاکٹر نور حسین صاحب جواب حاجی ہو چکے ہیں نے روزانہ پیسہ اخبار میں فیصلہ قرآنی کا عنوان دیکر حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں کچھ سوال لکھے ہیں۔ مگر یہ عجیب فیصلہ ہے کہ آپ قرآن کریم ہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ورنہ اس قسم کے بیہودہ سوالات اس مضمون کے ماتحت شائع نہ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ قرآن کریم سے وہ معیار پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے صادقوں اور کاذبوں کے امتیاز کے لئے رکھا ہے اور پھر اس معیار پر حضرت مسیح موعود کو پرکھتے مگر برخلاف اس کے وہ سوالات کا ایک سلسلہ پیش کرتے ہیں مثلاً مفسر قرآن ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب نے جو نکتہ چینی حضرت صاحب کے کیریکٹر پر کی ہے اس کی تردید اب تک نہیں ہوئی اس کے جواب میں بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہیں اگر ڈاکٹر صاحب احمدی لٹریچر پڑھتا تو اسے معلوم ہو جاتا مگر پڑھے کون؟

بھلا صاحب کیا انبیا علیہم السلام کے کیریکٹر پر مخالفوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں یا نہیں؟ اگر کی گئی ہیں تو کیا آپ نے ان سب کے جوابات دیدیئے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ امر ان کی نبوت یا صداقت کا مبطل ٹھہریگا؟ سوال کرنے سے پہلے سوال کی زد اور اس کے پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ معترضین کا وجود کسی زمانہ میں گم نہیں ہوا۔ ابتک سید المعصومین سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کرنیوالے موجود اور مسیح ابن مریم پر نکتہ چینیاں کرنیوالے یہودی قائم ہیں تو کیا ان باتوں سے رسالت حقہ اور نبوت صادقہ پر حرف آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح سلسلہ حقہ پر منہ چڑانیوالے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی صفائی سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

تہذیب النسوان

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء سے اخبار تہذیب النسوان ایڈیٹر مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام لاہور کی ایڈیٹری میں (لاہور سے) جاری کیا گیا جو بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ اخبار کیسا ہے اور اسکے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنان خانے میں بھیج سکتے ہیں اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں ہر مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اسکی نامہ نگار عموماً معزز گھرانوں کی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں ہیں۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں۔ انہیں اس پرچہ سے ضرور کام لینا چاہئے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی چھپائی نہایت نفیس تقطیع ۲۶×۲۰/۸ حجم ۱۶ صفحے ہفتہ وار قیمت (للعہ) سالانہ نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے

المشتہر منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور